نمبر ۷ | مورخہ ۲۳ ر جولائی سنہ ۱۹۲۹ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۵ ر صفر سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

۱۷ و ۱۸ ر جولائی کی درمیانی شب خوب زور کی بارش ہوئی۔ قادیان اس وقت ایک جزیرہ کا نقشہ پیش کر رہا ہے۔ اس قدر پانی کئی سال کے بعد آیا ۔

قادیان سے قریباً تین میل ادہر ریلوے لائن ٹوٹ گئی جس سے مسافروں کی آمد و رفت اور ڈاک میں توقف پیدا ہو گیا۔ لائن پوری سرگرمی سے بن رہی ہے۔ سواریوں کے آنے جانے کے لئے انتظام اس طرح کر دیا گیا۔ کہ شکستہ مقام پر مسافر ایک گاڑی سے اُتر کر دوسری پر سوار ہو جاتے ہیں ۔

آج ۲۰ ر جولائی بھی مطلع ابر آلود ہے۔ اور بوندا باندی ہو رہی ہے ۔

تین غیر مسلم اصحاب (دو سکھ و ایک چمار) نے جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔

مولوی اللہ دتا صاحب جالندہری چودہری ظہور احمد صاحب ابن منشی امام الدین صاحب اوجلوی کی برات کے ساتھ سیالکوٹ گئے ۔

حضرت مسیح ؑ کے متعلق اسلامی عقیدہ کی معقولیت

امریکہ کا ایک اخبار دی واشنگٹن ٹریبیون لکھتا ہے۔ ایسٹر کے موقعہ پر جبکہ حضرت یسوع مسیح کے مصلوب ہونے کے واقعات زبان زد خلائق ہیں۔ ڈاکٹر محمد یوسف خان صاحب نے "ٹریبیون" کے رپورٹر سے جس عقیدہ کا اظہار کیا۔ وہ یقیناً باعث دلچسپی ہو گا۔ پروفیسر خان صاحب نے جو ہندوستانی ہیں۔ اور شکاگو یونیورسٹی کے گریجوایٹ ہیں۔ فرمایا:۔

مسلمان حضرت مسیح ؑ کے صلیب کے بعد زندہ ہو جانے کو اور صورت میں مانتے ہیں۔ اور اس لئے اسلامی تھیوری عیسائی تھیوری سے بہت مختلف ہے۔ اسلام یسوع مسیح کو نبی اللہ کہتا ہے۔ اور نیز یہ کہ وہ صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ ان پر صرف غشی طاری ہو گئی تھی۔ آپ پہاڑ کی چوٹی پر گئے۔ اور وہاں چونکہ کہر بہت تھی۔ اس لئے آپ اپنے شاگردوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اور انھوں نے سمجھ لیا۔ کہ آپ آسمان پر چلے گئے۔ لیکن آپ صرف پہاڑ کی چوٹی پر جانے کی وجہ سے نظر سے اوجھل ہوئے تھے۔ اور وہاں سے آپ پرشیا چلے گئے۔ جہاں کہ آپ نے برسوں تبلیغ کی۔ اور آخر کار ہندوستان میں آئے۔ جہاں ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اور کشمیر میں انکی قبر ہے ۔

پروفیسر صاحب کا یہ خیال اگرچہ عیسائیوں سے مختلف ہے لیکن یہ معقول ضرور ہے۔ کیونکہ صلیب کے بعد زندہ ہو کر وہ جسمانی طور پر اپنے شاگردوں کے سامنے ظاہر ہوئے تھے نہ کہ اُن کی روح۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت کے متعلق اطلاع

۱۳ ر جولائی۔ حضرت صاحب کی طبیعت گو اچھی ہے لیکن یہاں بھی گرمی اچھی خاصی ہے اس وجہ سے حضور کی صحت میں جو ترقی ہونی چاہیئے نہیں ہو رہی۔ آج بھی طبیعت کچھ علیل ہے عام ضعف کے سوا گلے اور آنکھوں میں تکلیف ہے جس کی وجہ سے آنکھ میں روزانہ دوائی لگتی ہے۔ ایسا ہی گلے میں بھی۔ خاکسار حشمت اللہ

اخبار احمدیہ

وزیر ہند کے نام تار اور اس کا جواب

کیپٹن ویجوڈ بین کے سیکرٹری آف سٹیٹ کے عہدہ پر فائز ہونے پر نظارت امور خارجہ کیطرف سے حسب ذیل مبارکباد کا تار ارسال کیا گیا:۔

میں جماعت احمدیہ اور اس کے مقتدا ہز ہولی نس حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کیطرف سے آپ کے تقرر پر ہدیہ تہنیت پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ کا کام ہندوستان کے لئے مفید اور بابرکت ہوگا اور مسلم حقوق کی نگہداشت کیجائے گی۔ اور ہندوؤں کی خواہش کے مطابق انہیں غصب نہیں کیا جائے گا۔ ناظر امور خارجہ۔

اس تار کا حسب ذیل جواب موصول ہوا۔

انڈیا آفس وائیٹ ہال۔

سیکرٹری آف سٹیٹ مسٹر ویجوڈ بین نے مجھے ہدایت کی ہے کہ انکے تقرر پر آپ کے مبارکباد کے تار کی جو یہاں ۱۲ جون کو موصول ہوا شکریہ کے ساتھ رسید دوں ۔

حضرت مسیح موعود کی کتب کا امتحان

کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دینی کتب کے امتحان کا اعلان ۱۸ جون ۲۹ء کے الفضل میں شائع ہوا ہے۔ جسے ایک ماہ ہو چکا ہے۔ اس وقت تک مندرجہ ذیل پانچ احباب کی درخواستیں بغرض شمولیت آئی ہیں۔ (۱) مرزا محمد حسین صاحب کلرک آرسنل راولپنڈی (۲) مسٹر ایم اے حق صاحب بہار شریف (۳) غریب النساء صاحبہ معرفت مسٹر ایم اے حق صاحب بہار شریف (۴) نذیر احمد صاحب چک ۳۳ گ ب ڈاکخانہ ڈورالہ ۲۲۹ ضلع لائلپور (۵) اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب ایم۔ آئی ہسپتال کیمبل پور۔

پہلے تین دوستوں نے۔ دونو امتحانوں (حقیقۃ الوحی و نہج المصلی) کے لئے اپنے نام پیش کئے ہیں۔ ۴ نے صرف حقیقۃ الوحی کے لئے اور ۵ نے صرف نہج المصلی کے واسطے۔ یہ رفتار بہت سست ہے وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ احباب کو بہت جلد اپنے اپنے اسماء ان امتحانات کے لئے پیش کرنے چاہئیں۔ یہ امتحان اکتوبر ۲۹ء میں ہونگے تاریخ امتحان سے بعد میں اطلاع دی جائے گی۔ (ناظم تعلیم و تربیت)

تصحیح

۱۲ جولائی ۲۹ء کے پرچہ میں صفحہ ۵ کی فہرست نو مبایعین میں مشتاق بی بی بنت محمد شفیع درج ہونا چاہیئے ۔

قبولیت دعا

میرا لڑکا ضیاء الدین قریباً چھ ماہ بیمار رہا ۔ کئی علاج کرائے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا حالت نازک ہوگئی پیٹ میں ناف کے قریب ایک جگہ پیپ پڑ گئی میو ہسپتال میں سول سرجن نے بھی حالت دیکھ کر مایوسی کا اظہار کیا میں لڑکے کو لے کر اپنے گاؤں چلا آیا ۔ اور حضرت اقدس کی خدمت میں دعا کیلئے خط

لکھتا رہا۔ الحمد للہ کہ حضور کی دعا سے بچہ چند دنوں کے اندر تندرست ہوگیا۔ خاکسار روشن دین زرگر پنڈی چری ۔

آنریری مجسٹریٹ

۲۸ جون ۲۹ء کے پنجاب گزٹ میں نوٹیفکیشن کے ذریعہ چوہدری عبدالعزیز صاحب کوٹ فتح خان میں آنریری مجسٹریٹ درجہ سوم مقرر کئے گئے ہیں۔ چوہدری صاحب سڑوعہ ضلع ہوشیارپور کے باشندے ہیں۔ یہ اعزاز مبارک ہو ۔

اعلان

ہر خاص و عام کو واضح ہو کہ میں مسلمان احمدی ہوں۔ خدا کو واحد اور لاشریک مانتا ہوں میرا ایمان ہے کہ آنحضرت سرور انبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برحق نبی آخرالزمان اور خاتم النبیین تھے۔ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ اس صدی کے مجدد مسیح موعود۔ مہدی مسعود اور بروزی نبی ہیں ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا پتہ
معرفت پوسٹ ماسٹر صاحب سرینگر

میرا عیسائی ہونا جو مشہور ہوا تھا وہ میری کم علمی کے باعث تھا۔ اب مجھے اسلام پر کسی قسم کا شک و شبہ نہیں۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ ۔ خاکسار محمد منظور بن مفتی محمد صادق صاحب یکم جولائی ۱۹۲۹ء۔

درخواستہائے دعا

احباب میرے والد محمد یوسف صاحب بوٹ ساز مالیر کوٹلوی کے لئے جو کہ بیمار ہیں صحت کاملہ کی دعا فرمادیں ۔ خاکسار محمد یامین ادکارہ

(۲) میرا بچہ عزیزم بشارت احمد حسین سخت بیمار ہے۔ احباب اس کی صحت کیلئے دعا فرمادیں۔ خاکسار غلام حسین از دھلی۔

اعلان نکاح

۱۲ اپریل ۱۹۲۹ء کو ہاجرہ بنت ڈاکٹر عبدالکریم صاحب ساکن گوجروال ضلع لودھیانہ کا نکاح کرم الدین ولد دین احمد ساکن ماہل پور ضلع ہوشیار پور سے بعوض مہر پانچسو روپیہ ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی اے قادیان نے پڑھا۔ خاکسار عطا محمد احمدی بنگہ ضلع جالندھر۔

(۲) ۸ جولائی ۱۹۲۹ء عزیز نذیر حسین شاہ ولد امیر حسین شاہ سکنہ تورنگ ضلع گجرات کا نکاح عزیزہ فضل بیگم دختر زین العابدین شاہ سکنہ فتح پور ضلع گجرات کے ساتھ مبلغ پانچسو روپیہ مہر جس میں سے مبلغ دو سو روپیہ نقد ادا کیا گیا۔ اور تین سو روپیہ واجب الادا ہے خاکسار نے پڑھا۔ محمد الدین احمدی سکرٹری تھال۔

دعائے مغفرت

میری اہلیہ مسمات رحیم بی بی بعارضہ ۹ جولائی ۲۹ء کو فوت ہوگئی ہے۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔

خاکسار غلام محمد از چوکنانوالی ضلع گجرات ۔

آہ! حضرت علامہ حافظ روشن علی صاحب مرحوم مغفور

(از ملک عبدالرحمن صاحب خادم گجرات)

ہر طرف ہی آج کیوں رنج و الم کا ہے سماں ؟ — آج کیوں تاریک ہو نظروں میں یہ سارا جہاں ؟
کسکی فرقت کا ہے غم ہر اک کے سینہ میں نہاں — کیوں ہماری بیکسی پر رو رہا ہے آسماں ؟

آہ! کیوں آتے نہیں ہم کو نظر روشن علی ؟
ایک پل میں چل دیئے ہائے کدھر روشن علی ؟

اے علمبردار وحدت ! حامیٔ دین متین ! — اے سراپا علم ! تلمیذ رشید نور دیں !
ایکہ تو تھا مہبط انوار رب العالمیں ! — ایکہ تو تھا مشعل علم و ہدایت بہر دیں

آج تیری موت نے سب کو پریشاں کر دیا
حرف حرف آرزو و حسرت کا دیواں کر دیا

پیارے حافظ جی ! ہے فرقت سخت ہمکو ناگوار — ملت موعود مرسل اس لئے ہے سوگوار
چشم ہر اہل بصیرت ہوگئی ہے اشکبار — جوش وحشت سے ہیں کر تیکو موج اہل تار تار

جارہے ہیں آپ ہم سے کس لئے منہ موڑ کر ؟
اس قدر احباب کے حلقے کو گریاں چھوڑ کر

یاد وہ دن جبکہ ہم رہتے تھے شیر و شکر — اور مقصد کچھ نہ جز تبلیغ تھا مد نظر
یعنی دنیائے ہمہ کا ایک ہی تھا بحر و بر — بلبلیں محو ترنم گرد گل تھیں بے خطر

کر دیا ہم کو پریشاں گردش ایام نے
کر لیا گم دامن ظلمت میں تو کو شام نے

یاد ہیں ہم کو عنادل کی ترنم ریزیاں — اور مرغان چمن کی ہر طرف نو خیزیاں
شبکہ برگ گل پہ شبنم کی تھیں عنبر ریزیاں — پھر استیصال غم باد صبا کی تیزیاں

ایک جھونکے میں فنا باد خزاں نے کر دیا
آپ کو ہم سے جدا اس آسماں نے کر دیا

وہ تری طرز ادا ۔ رنگیں بیانی یاد ہے — وہ ترا تقوی ۔ تری قرآن دانی یاد ہے
جلسۂ سالانہ پر شیریں بیانی یاد ہے — یاد ہے " اسلام " پر پُر کیف ثانی یاد ہے

آہ ! اب تو خواب کا عالم ہی آتا ہے نظر
تیری شمع زندگی کا آگیا وقت سحر

ہاں مگر جانا بھی ہے پھر ہم سے ملنے کی دلیل — یعنی اگلی زندگی ہوگی ہمیشہ جینے کی دلیل
جذب باقی ہے زمیں پھر نکلنے کی دلیل — اور ہونا بند مینو کا ہے کھلنے کی دلیل

شرط یہ ہے کہ دعا کرنا ہمارے واسطے
سلسبیل موت میں بہنا ہمارے واسطے

ایل۔ ایل۔ بی۔ میں کامیابی

اس سال ایل۔ ایل۔ بی امتحان میں ہماری جماعت کے دو صاحب کامیاب ہوئے۔ ایک چوہدری عزیز احمد صاحب پسر محمد حسین صاحب امیر جماعت ظفروال۔ یہ خدا کے فضل سے یونیورسٹی میں اول رہے ہیں اور ۴۴ نمبر حاصل کئے ۔ (۲) دوسرے شیخ [illegible] ڈاکٹر محمد شریف صاحب سول سرجن [illegible] کامیاب ہوئے ہیں ہم دونو صاحبان کو [illegible] کامیابی پر [illegible]

قبول اسلام

چوہدری محمد اسحاق صاحب [illegible] ایک شخص مسمی [illegible] حال ملازم وٹرنری ہسپتال چک [illegible] جماعت احمدیہ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

جلد ۱۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ جولائی سنہ ۱۹۲۹ء | نمبر ۷

ہندوستان میں عام بےچینی اور اس کا علاج

حکومت اور نوجوانوں کو مشورہ

ہر حقیقت بین آنکھ اس امر کو اچھی طرح دیکھ رہی ہے کہ ہندوستانی نوجوانوں میں آجکل موجودہ حکومت کے خلاف غم وغصہ اور عدم طمانیت کی ایک عام لہر پیدا ہو رہی ہے۔ جو ملک کے امن وامان اور سکون واطمینان کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ اینگلو انڈین اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" (۴ جولائی) نے بھی اس صورت حالات کو محسوس کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ ہندوستان کے نوجوانوں میں زیادہ انقلاب انگیز پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ اور ان کے اندر انقلاب پسندانہ خیالات بھرے جا رہے ہیں۔ حکام کو سخت کارروائی کر کے اس خرابی کا سدباب کرنا چاہیئے۔ موجودہ حالات کے متعلق "سول" کی رائے سے تو ہمیں بھی اتفاق ہے لیکن اس کا جو علاج تجویز کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ نا تربیت یافتہ دماغ سختی اور تشدد سے اور زیادہ بھڑک اٹھتے ہیں اور پھر ان پر قابو پانا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

موجودہ بےچینی اور بےاطمینانی کی حالت پر نظرِ غائر ڈالنے سے اسکی ایک بڑی وجہ جو نظر آتی ہے۔ وہ نوجوانوں کی بیکاری ہے ہمیں یہ لکھنے میں ذرہ بھر تامل نہیں کہ موجودہ نصاب تعلیم طالب علموں کو مذہبیت سے دُور کرنیوالا ہے۔ اور مذہب کی گرفت تعلیم یافتہ نوجوانوں کے دل ودماغ سے عام طور پر ڈھیلی ہوتی چلی جا رہی ہے اخلاقیات کا حصہ بھی اس تعلیم میں بہت کم ہے۔ نیز اس کے نتیجہ میں عام طور پر نوجوان اپنے آبائی صنعتی یا زرعی پیشوں کو حقیر وذلیل سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ پھر نصاب تعلیم کو مکمل کرنیکے بعد جب نوجوان فارغ ہوتے ہیں۔ تو انہیں اپنے سامنے کوئی میدان نظر نہیں آتا۔ جہاں وہ اپنی سرگرمیوں اور ذہنی ودماغی قابلیتوں کو صرف کر سکیں۔ ہزار کوشش اور دوڑ دھوپ کے بعد بھی وہ حصول ملازمت میں کامیاب نہیں ہو سکتے جس سے انکے دماغ میں حکومت کے خلاف ناراضگی اور غم وغصہ پیدا ہو جاتا ہے کہ ہمارے لئے ایسی نکمی تعلیم کا بندوبست کر کے جس سے ہمیں آرام نہیں حاصل ہو سکتا۔ ہماری زندگیوں کو تباہ وبرباد کر دیا گیا ہے۔ بیکاری سے تنگ آکر وہ جان سے تو بیزار ہو ہی چکے ہوتے ہیں۔ اس لئے اپنی تمام سرگرمیوں کو حکومت کے خلاف صرف کرنے کا تہیہ کر لیتے ہیں۔ ہندوستان ابھی ذہنی ارتقاء کے لحاظ سے اس بلند مقام پر نہیں پہنچا ہوا کہ علم کو بذاتِ خود ایک بہترین شئے سمجھ کر اسے حاصل کر سکے۔ اور اگر یہ خیال پیدا بھی ہو۔ تو بھی موجودہ تعلیم اس مقصد کو حل نہیں کر سکتی۔ اس کے علاوہ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ ہندوستان کی اقتصادی حالت بھی اسقدر نازک ہے۔ کہ اکثر ہندوستانی محض علم کو حاصل کرنیکے لئے سکولوں اور کالجوں میں ہزارہا روپیہ خرچ کرنے پر آمادہ نہیں ہو سکتے۔ عام طور پر ہر طالب علم کے پیشِ نظر حصول روزگار کا مقصد ہوتا ہے جو حاصل نہ ہونیکی صورت میں اس کے دل ودماغ کو معطل کر دیتا ہے اور وہ تنگ آکر ایسی حرکات کا ارتکاب شروع کر دیتا ہے جس کا نتیجہ شورش اور بےچینی ہے۔

پس ان حالات پر قابو پانے کے لئے حکومت کا اولین فرض ہے کہ ایسے بےروزگار نوجوانوں کو کام پر لگانیکا انتظام کرے نیز ایسی صنعتی۔ حرفتی تعلیم کے لئے درسگاہیں کھولے جن میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد نوجوان آزادی کے ساتھ معزز زندگی بسر کرنے کے قابل ہو سکیں۔ ایسی تعلیم نہایت ارزاں ہونی چاہیئے پھر ہندوستان کی نوے فیصدی آبادی دیہاتی ہے۔ اس لئے زرعی طور پر بھی انہیں ترقی کرنیکے مواقع بہم پہنچائے جائیں۔ اگر حکومت ملک میں امن اور سکون پیدا کرنا چاہتی ہے۔ تو اسے ان امور کی طرف ایک نہ ایک دن ضرور توجہ کرنا ہوگی۔ کیونکہ اس کے بغیر اس حالت کی اصلاح قریبًا ناممکن نظر آتی ہے۔

اسی ضمن میں ہم نوجوانوں کو بھی یہ مخلصانہ مشورہ دینا چاہتے ہیں کہ تعلیم کسی ملازمت کے لئے حاصل کرنا نہایت ادنیٰ خیال ہے۔ انہیں چاہیئے کہ ملازمت کے پریشان خوابوں کو چھوڑ کر معزز پیشوں کی طرف توجہ کریں۔ تجارت۔ صنعت۔ حرفت اور زراعت کے مشاغل اختیار کریں۔ کسی پیشہ کو ادنیٰ نہ سمجھیں۔ اور ہر ملکی صنعت کو سائنٹفک طریقوں پر ترقی دینے کی کوشش کریں۔ یورپین ممالک کی ترقیوں کا راز ملازمتوں میں نہیں۔ بلکہ انہی پیشوں میں ہے انہوں نے تجارتی کاموں میں اپنی خداداد استعداد کو اچھی طرح استعمال کر کے خوب ترقی کی ہے۔ اور اب بھی ہر پہلو سے اس میں ترقی کر رہے ہیں حتّٰی کہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا امریکہ کی ایک کمپنی نے اعلیٰ پیمانہ پر بالائی کی قفلیاں بنا کر ہندوستان چین اور ملایا میں بھیجنے کا انتظام کیا ہے حالانکہ اس میں ایسی اشیاء دودھ چینی وغیرہ پڑتی ہیں۔ جو امریکہ میں ہندوستان کی نسبت زیادہ گراں ہیں۔

ہندوستان میں ایسی جدتیں تو دور کی بات ہے معمولی صنعت وحرفت بھی مردہ ہے۔ سوئیاں تک غیر ممالک سے آتی ہیں۔ اور اس سے غیر ممالک کثیر منافع حاصل کر رہے ہیں۔ روشنائی وغیرہ بنانا کوئی ایسا مشکل کام نہیں۔ اور یورپ کی کئی کمپنیاں ایسے کاموں سے لاکھوں کروڑوں روپیہ ہر سال پیدا کر رہی ہیں لیکن ہندوستان میں آجتک کوئی قوم ان کا مقابلہ کرنیکے قابل نہیں ہو سکی۔ اسی طرح اور کئی معمولی صنعتیں ہیں جن کا چلانا کوئی مشکل امر نہیں۔ اور پھر انکے لئے کسی بہت بڑے سرمایہ کی ضرورت نہیں صرف استقلال اور محنت کی ضرورت ہے لیکن ہندوستان ابھی اس میں بھی کامیاب نہیں ہو سکا۔

پس ہم جہاں حکومت کو مشورہ دیتے ہیں کہ نوجوانوں کے لئے کام مہیا کرنے میں اپنے تمام ذرائع صرف کر دے۔ وہاں نوجوانوں سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ صنعت وحرفت اور تجارت کو ہاتھ میں لینے کی کوشش کریں اور محنت سے کام کر کے خود معزز اور آرام دہ زندگی بسر کرنے کے علاوہ ملک کے وقار میں بھی اضافہ کا موجب ہوں۔

تنگ ظرف کون ہے

وہ ہندو جو اسلام پر تنگ ظرفی کا الزام لگاتے ہیں۔ مندرجہ ذیل کی سطور غور سے پڑھیں۔ جو ایک ہندو اخبار آنند (۱۶ جولائی) میں شائع ہوئی ہیں۔ دہلی کے ایک جج صاحب نے مقدمہ کے دوران میں جس کا تعلق ایک مندر سے تھا۔ موقعہ دیکھنا ضروری سمجھا۔ اس پر اخبار مذکور لکھتا ہے:۔

"ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ جج صاحب موقعہ کس طرح دیکھیں گے۔ مندر کے اندر تو کسی مسلمان کو جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ چاہے وہ سرکاری افسر ہوں۔ یا اس سے بھی بلند اور جلیل القدر عہدہ پر ہوں"

کجا اسلام جو غیر مسلموں کو مسجد میں نہ صرف آنے بلکہ اپنے طریق پر عبادت کرنیکی بھی اجازت دیتا ہے۔ اور کجا یہ دھرم جو کسی دوسرے مذہب کے آدمی کا مندر کے اندر قدم رکھنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ خواہ اسے مندر کے اندر کے جھگڑے کا تصفیہ ہی کرنا ہو۔

علم الدین کی اپیل خارج

علم الدین جسے راجپال کے قتل کے جرم میں سیشن جج لاہور نے پھانسی کی سزا دی تھی اسکی طرف سے ہائیکورٹ لاہور میں جو اپیل ہوئی تھی وہ خارج ہو گئی۔ اور فاضل ججوں نے سزائے موت بحال رکھی۔ ہائیکورٹ میں اسی مثل پر کارروائی ہوتی ہے جو عدالت ماتحت میں مرتب ہوتی ہے۔ اور اس مرحلہ پر ملزم کیطرف سے پیروی مقدمہ میں جسقدر کوتاہی ہوئی۔ اور پھر جن حالات میں مسٹر جناح کو پیروی کے لئے بلانا پڑا۔ انکے لحاظ سے اپیل کا مسترد ہو جانا کوئی حیرت انگیز بات نہیں اب پریوی کونسل کا آخری مرحلہ باقی ہے۔ گو کامیابی کی امید قریبًا منقطع ہو چکی ہے لیکن وہاں بھی قسمت آزمائی کر لینی چاہیئے۔

مسلمانان داون گرہ کی تباہی

آخر "زمیندار" نے داون گرہ کے مسلمانوں پر جو مظالم توڑے گئے ان کے متعلق مضمون لکھا۔ مگر نہ لکھنے سے بدتر۔ جابجا اس حادثہ عظیمہ کی اہمیت کو کم کرنے اور ہندوؤں کے آگے ماتھا گھسنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا مختصر ذکر کرنے کے بعد یہ رائے ظاہر کی ہے۔

"یہ بالکل ایک انفرادی واقعہ ہے۔ اور اسے کسی ایسی صورت میں عوام کے سامنے پیش نہیں کرنا چاہئے۔ جس سے ملک کی فضا مکدر ہونے کا احتمال ہو"

ہندوؤں کے ایک طبقہ کی حالت دیکھئے۔ اگر کوئی بیچاری بیوہ رشتہ داروں کے نامناسب سلوک سے تنگ آکر کسی سادھو کے ساتھ چلی جاتی ہے۔ تو بھی اسے مسلمانوں کی سازش قرار دیا جاتا ہے اگر سوامی شردھانند کو ایک واحد شخص اپنے جنون کے جوش میں نشانہ دیوانگی بناتا ہے۔ تو آریہ بھینوں اسے مسلمانوں کی سازش بتا کر چیختے چلاتے رہتے ہیں۔ اگر راجپال کے قتل کا الزام ایک انیس بیس سالہ لڑکے پر عائد کیا جاتا ہے۔ تو اس کے پیچھے بھی آریوں کو سارے مسلمانوں کی سازش نظر آتی ہے۔ اور وہ صرف ملزموں کی سزا دہی پر اکتفا نہیں کرتے۔ بلکہ اور لوگوں کو بھی مبتلائے بلا کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ وبالانکہ ان مواقع پر مسلمانوں نے ان افعال سے نفرت کے اظہار میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ لیکن اگر ایک جم غفیر بے کس و بے بس مسلمانوں کو بغیر کسی قصور کے تباہ و برباد کر دیتا ہے ان کا مال و اسباب جلا دیتا ہے۔ انہیں گھروں سے بے گھر کر دیتا ہے۔ تو یہ "زمیندار" کے نزدیک "ایک انفرادی واقعہ ہے" اور اس کے متعلق یہ مشورہ دیا جاتا ہے "اسے کسی ایسی صورت میں عوام کے سامنے پیش نہیں کرنا چاہئے جس سے ملک کی فضا مکدر ہونے کا احتمال ہو"

ملک کی فضاء

کیا ہی عجیب مشورہ ہے۔ ظالموں کے ظلم و ستم سے "ملک کی فضا" مکدر نہیں ہوتی۔ مسلمانوں کے مال و اسباب کو حوالۂ آتش کر دینے کو جو دھواں اٹھتا ہے۔ وہ "ملک کی فضا کو مکدر" نہیں کر سکتا۔ مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کے جنگلوں میں بے آب و دانہ بھاگتے پھرنے سے جو خاک اڑ رہی ہے۔ اس سے "ملک کی فضا" پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لیکن اگر مظلوم آہ و زاری کریں اپنی تباہی و بربادی بیان کریں۔ ان کے متعلق ہمدردی کا کوئی کلمہ کہا جائے اور ظالموں کے افعال پر غم و غصہ ظاہر کیا جائے تو اس سے ملک کی فضا مکدر ہو جاتی ہے۔

اس میں شک نہیں ہندوؤں میں ایسے لوگ ہیں۔ جو اس قسم کے مظالم کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کی بہت بڑی تعداد ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ فتنہ انگیز گروہ سے دبے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے مظالم کے وقت وہ ایک لفظ اپنے منہ سے نہیں نکال سکتے۔ کیا اس وقت تک مسلمانان داون گرہ کی تباہی پر کسی ہندو نے افسوس کا ایک کلمہ بھی کہا۔ اور "زمیندار" کے یہ کہنے کے باوجود کہا ہے۔ کہ اگر ملک کے کسی حصہ میں ہندوؤں پر مسلمانوں کی طرف سے ظلم ہوتا۔ تو ہم سب سے پہلے اس کے خلاف آواز بلند کرتے۔" قطعاً نہیں۔

مسلمانوں کی بے نظمی

کاش مسلمان اس قسم کے واقعات سے عبرت پکڑتے اور اپنی تنظیم کی طرف متوجہ ہوتے۔ اگر تمام مسلمان خواہ وہ ملک کے کسی حصہ میں ہوں۔ ایک سلک میں منسلک ہوں۔ تو معمولی سے معمولی واقعہ ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک انہیں ہلا سکتا اور پیش آمدہ حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے آمادہ کر سکتا ہے۔ لیکن جبکہ جگہ بجگہ سے سلک ٹوٹی ہوئی ہو۔ تو ایک حصہ کی پوری تباہی اور بربادی بھی کوئی اثر نہیں رکھتی۔ اور نہ کسی کی ہمدردی حاصل کر سکتی ہے۔

ملاپ میں داڑھی کی تحقیر

آریہ اخبار "ملاپ" نے سکھوں کے کیسوں کی جو ہتک کی تھی۔ اس کے متعلق ابھی ابھی "الفاظ واپس ایک بار نہیں ہزار بار" کے عنوان سے وہ معافی مانگ چکا ہے۔ لیکن اسی ملاپ نے چند دن ہوئے مسلمانوں کو مخاطب کر کے ڈاڑھی کے خلاف جو بیہودہ سرائی کی تھی۔ اس کے متعلق اسے کچھ احساس تک نہیں۔

"ملاپ" نے ۲۳ر اپریل کے پرچہ میں لکھا تھا۔

"ڈاڑھی منڈانے سے بے شمار فائدے ہونگے۔ اول تو جاہل ملانوں سے قوم کا پنڈ چھوٹ جائیگا۔ دوم چہرے خوبصورت نکل آئینگے سوم بیکار حجاموں کے لئے کافی کام نکل آئے گا۔ چہارم سیفٹی ریزر بیچنے والے دوکاندار آپ کے لئے دعائے خیر کرینگے۔ پنجم ڈاڑھیوں میں جو جراثیم پلتے رہتے ہیں۔ ان کا خاتمہ ہو جائیگا۔ ششم جہالت کے سب سے بڑے کنگرے کا جو ڈاڑھی میں چھپا رہتا ہے خاتمہ بالخیر ہو جائیگا۔ ایسے ثواب کے کام کو پورے زور سے جاری رکھنا چاہئے۔ ضرورت ہے کہ اس کے لئے ایک اینٹی ڈاڑھی فنڈ کھولا جائے۔ اور غریب علماء کو حجامت کے لئے سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔"

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ ڈاڑھی کی جو مسلمانوں کا ایک مذہبی نشان ہے۔ کس قدر تحقیر اور تذلیل کی گئی ہے۔ اور اس کے خلاف کیسی بیہودہ گوئی سے کام لیا گیا ہے۔ لیکن اس کی اشاعت سے لیکر اس وقت تک ملاپ کو خیال بھی نہیں آیا کہ اس نے مسلمانوں کی کس قدر دل آزاری کی ہے۔ اور خیال آ بھی کیونکر سکتا تھا جبکہ مسلمانوں نے اس کے متعلق کامل خموشی اختیار کئے رکھی۔ سکھوں نے "ملاپ" کے خلاف پر زور آواز اٹھائی جس کے سامنے اسے فوراً جھکنا پڑا۔ اور ناک رگڑ کر معافی مانگ لی۔ مسلمانوں نے خندہ پیشانی اس کی بیہودہ سرائی برداشت کرلی۔ اس لئے اسے بھی کوئی پرواہ نہ ہوئی۔

مسلمانوں کو دین کے متعلق اپنی غفلت اور لاپرواہی کا اندازہ لگانے کے لئے اس واقعہ پر غور کرنے کا موقعہ دیتے ہوئے ہم "ملاپ" سے کہنا چاہتے ہیں۔ کیا اس نے ڈاڑھی منڈوانے کے یہ فائدے کسی مہاتما کے سامنے بھی پیش کئے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر نہ کئے ہوں۔ تو ثواب کر کے پہلے انہیں قائل کرے۔ اور پھر دوسروں کو مخاطب کرے

سکھوں کی نگاہ میں ہندوؤں کی قوم پرستی

سکھ صاحبان مسلمانوں کے مقابلہ میں ہندوؤں سے محض اس لئے سیاسی اتحاد کرنا چاہتے ہیں۔ کہ دو قلیل التعداد اقوام مل کر پنجاب میں مسلمانوں کی اکثریت کو نقصان پہنچا سکیں۔ اور اپنی تعداد سے زیادہ حقوق حاصل کر لیں۔ لیکن باوجود اس کے سکھ ہندوؤں کی قوم پرستی سے آگاہ ہیں۔ اور خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ ان کی دوستی کیا حقیقت رکھتی ہے۔ چنانچہ اخبار اکالی لکھتا ہے:۔

"ہندوؤں کو فرقہ وارانہ ثابت کے برخلاف دیکھ کر یہ کہنا کہ وہ قوم پرست ہیں۔ سخت غلطی ہے۔ اگر ہندوؤں کی قوم پرستی کو آزمانا ہو۔ تو اور موقعے ڈھونڈنے چاہئیں۔ ابھی سر فضل حسین کی جگہ خالی ہونے پر ٹریبیون جیسے اخبار رات بھی چلا اٹھے ہیں کہ یہ جگہ کسی ہندو کو ملنی چاہئے۔ ہندوؤں کی قوم پرستی دیکھنی ہو تو کسی غیر ہندو کو نوکری کی درخواست دیکر کسی ایسے دفتر میں بھیجو جہاں ہندوؤں کا زور ہے۔ ہندوؤں کی قوم پرستی دیکھنی ہو۔ تو ڈسکہ میں جا کر دیکھو۔ جہاں ہندو افسروں کی وجہ سے ہندوؤں کا زور ہے۔ اور وہ ہندو افسر کیا کچھ کر رہے ہیں"

کیا ان حالات میں یہ حیرت انگیز امر نہیں ہے۔ کہ سکھ سیاسی معاملات میں ہندوؤں کا ساتھ دیتے ہیں۔ اور اپنی اقلیت کے لئے انہیں جائے پناہ سمجھتے ہیں۔ سکھ اس کی بجائے اگر مسلمانوں سے تعلقات قائم کریں۔ اور اپنے حقوق کی حفاظت ان کے ساتھ ملکر کریں۔ تو یہ طریق ان کے لئے ہر قسم کے خطرات سے محفوظ ہوگا۔

مسلم وفد کی روانگی میں التوا

انگلستان کے نظام حکومت میں لیبر پارٹی کے تسلط سے انقلاب ہونے پر مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے ایک وفد بھیجے جانے کی تجویز ہوئی تھی۔ لیکن معاصر الجمعیۃ (۱۳ر جولائی) سے یہ معلوم کر کے کہ جو وفد کی روانگی اواخر ستمبر تک ملتوی کر دی گئی ہے۔ سخت افسوس ہوا۔ ایسے نازک موقعہ پر اسقدر اہم کام میں مزید تاخیر کا واقع ہونا کسی صورت میں بھی مسلمانوں کے حق میں مفید نتائج پیدا کرنے کا موجب نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک جلد ممکن ہو مقابل اصحاب پر مشتمل وفد کو انگلستان روانہ ہو جانا چاہئے۔ اور جب تک ارکان سلطنت تک رسائی کا موقع نہ ملے دوسرے حلقوں اور عام پبلک میں اپنے مطالبات کی اہمیت اور مسلمانوں کی صحیح پوزیشن پیش کرنی چاہئے۔

آریوں کا اپنے رشی سے اختلاف

کہنے کو تو آریہ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ رشی دیانند انکے نزدیک وہی درجہ رکھتے ہیں جو مسلمانوں کے نزدیک نبی اور رسول۔ اور ان کی تصنیف کردہ کتاب ستیارتھ پرکاش کو بھی عام کتابوں کا درجہ نہیں دیتے۔ بلکہ الہامی کتب کے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ نہ صرف اپنے رشی کی بہت سی علمی ہدایات کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ بلکہ انہوں نے سوامی جی کی ان تشریحات کو بھی رد کرنا شروع کر دیا ہے جو انہوں نے خاص مذہبی امور کی کی ہیں۔ چنانچہ اخبار آریہ گزٹ لکھتا ہے:-

"ویدامرت کے قابل مصنف نے رشی دیانند کے ارتھوں سے بالکل نرالے ارتھ کرکے اپنی آزاد خیالی کا اور وسعت علمی کا ثبوت تو دیا۔ لیکن مخالفوں کے لئے ایک اور اعتراض کا باب کھول دیا؟"

آریہ گزٹ کو اعتراض کا اور بات کھلنے کا اندیشہ نہیں ہونا چاہیئے بلکہ کھلے دل سے اپنے ریسرچ سکالر کی آزاد خیالی اور وسعت علمی کے آگے اپنے آپ کو جھکا دینا چاہیئے۔ اور اخبار "آنند" ۲۰ جولائی کے حسب ذیل الفاظ نوٹ کر لینے چاہئیں:-

"ہمارا خیال ہے۔ کہ جوں جوں وید جاننے والے مزید مطالعہ کرینگے۔ اس سے بھی بڑھ کر انکشافات ہونگے" +

کانشنس منی

گورنمنٹ پنجاب نے تمام افسران خزانہ کے نام ہدایات جاری کی ہیں کہ ایسی رقوم جو ناواجب طریق پر حاصل کردہ ہوں یا دبایا ہوا سرکاری روپیہ جسے پاس رکھنے پر ضمیر ملامت کرے۔ جب خزانوں میں جمع کرانے کے لئے پیش کیجائیں۔ تو منظور کر لینی چاہئیں۔ اور سوائے اس اطلاع کے جو پہلی دفعہ روپے کی ادائگی کے وقت دیجائے۔ اور کسی قسم کی مزید اطلاع کے لئے استفسار نہ کیا جائے سوائے گمنام ادائگیوں کے باقی ایسی ادائگیوں کے لئے رسیدیں دی جائیں +

وہ لوگ کسی وقتی ترغیب اور تحریص میں آکر کوئی ایسی رقم حاصل کرلیں جس کا انہیں حق نہ ہو۔ اور پھر اس پر متاسف ہوں۔ ان کے لئے اپنے ضمیر کا بوجھ ہلکا کرنے اور اطمینان قلب حاصل کرنے میں گورنمنٹ کا مندرجہ بالا اعلان بہت ممد ہوسکتا ہے۔ گورنمنٹ نے اگرچہ اس طرف توجہ نہیں کی لیکن یہ نہایت ضروری بات ہے کہ اگر گورنمنٹ کی بجائے کسی اور جگہ سے روپیہ حاصل کیا ہو۔ تو واپسی کے وقت یہ مدنظر ہونا چاہیئے کہ جس سے لیا گیا تھا۔ اسی کو واپس ملے۔ ہاں اگر اسکی کوئی صورت ممکن نہ ہو۔ تب ایسا روپیہ سرکاری خزانہ میں داخل کیا جائے +

ہمارا خیال ہے۔ اگر اس قسم کا روپیہ طبیعت پر کسی قدر جبر کرکے بھی علیحدہ کیا جائے گا۔ تو بھی آیندہ کے لئے کسب حلال کی زیادہ توفیق ملے گی۔ اور پھر اس میں برکت بھی ہوگی

اشارات

"زمیندار" اور بعض دوسرے اخبارات میں قوتوں کی ایک اطلاع شائع ہوئی ہے جس میں لکھا ہے:-

"قادیان میں تو مرزائیوں نے اپنی سلطنت قائم کر رکھی ہے مگر اب یہ دیکھ کر کہ کابل میں کوئی منظم حکومت نہیں۔ قادیانی بھیڑیں سرحد اور کابل میں اپنی سلطنت قائم کرنیکی فکر میں ہیں چنانچہ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ ابوالفضل خان کابلی قادیان سے خوست پہنچ گیا ہے۔ اور اسکے ساتھ قادیانیوں کی ایک مسلح جماعت ہے۔ یہ سب لوگ افغانستان کے کسی حصہ میں اپنی علیحدہ سلطنت قائم کرینگے" (مجاہد ۱۱ جولائی راولپنڈی)

ہم اپنے علم اور واقفیت کی بناء پر جو بالکل صحیح ہے۔ اسبارہ میں صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ افغانستان کے متعلق جو بے سرو پا خبریں گھڑی جاتی ہیں۔ انہی میں سے ایک یہ بھی ہے۔ جو کسی بے فکرے نے ایجاد کی ہے لیکن ان لوگوں کے لئے اسپر متعجب ہونے اور تیوری چڑھانے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے جن کا دعویٰ ہے "کامل آزادی ہمارا پیدائشی حق ہے"۔ جبکہ اسوقت کابل میں کوئی "منظم حکومت نہیں"۔ اگر کوئی خدا کا بندہ کھڑا ہوکر منظم حکومت قائم کرے تو اسپر خوش ہونا چاہیئے کہ ایک اسلامی سلطنت مزید تباہی و بربادی سے بچ جائیگی۔ نہ کہ برا منانا چاہیئے۔ ہم تو تہ دل سے چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ جلد سے جلد وہ وقت لائے جب افغانستان میں امن و امان قائم ہو اور قتل و خونریزی کا نام و نشان مٹ جائے +

اخبار "ملاپ" ۱۳ جولائی "کشتوار پر احمدیوں کا دھاوا" کے زیر عنوان لکھتا ہے:-

"ہمارے پاس کشتواڑ سے ایک دردناک چٹھی پہنچی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ احمدیوں نے یا احمدی ملاؤں نے کشتواڑ پر دھاوا بول دیا ہے۔ اور وہاں کے میگھوں وغیرہ کو تبدیل کرنیکی کوشش کر رہے ہیں چنانچہ ۴۳ میگھوں میں ۲ ہزار روپیہ تقسیم کیا گیا۔ اور انہیں مسلمان بنایا گیا ہے"۔

آریوں کیلئے اس "چٹھی" کے "دردناک" ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں جس میں احمدیوں کی تبلیغی کوششوں کا ذکر ہے۔ اور اسے وہ "احمدیوں کا دھاوا" قرار دینے میں حق بجانب ہیں لیکن ان سے بہت زیادہ "دردناک" حالت چونکہ خدا کی اس مخلوق کی ہے۔ جو انسان ہونیکے باوجود آریوں کے نزدیک انسانیت کے حقوق سے مستفید ہونیکا حق نہیں رکھتی جیسے میگھ اس لئے احمدی انہیں جہاں کہیں ان کے ظلموں [illegible] جنہیں بیچارے میگھ وغیرہ اقوام صدیوں سے قید ہیں۔ اور انہیں آزاد کرائیں۔ رہی یہ بات کہ ایسے لوگوں میں احمدی روپیہ تقسیم کرتے ہیں۔ کاش ہمارے پاس روپیہ ہوتا۔ اور ہم اسے ان اقوام کی اصلاح کے لئے صرف کرسکتے۔ اسوقت تو یہ حالت ہے کہ

ہم پیغام حق پہنچانیوالے مبلغوں کو ذرا بھی پورے طور پر نہیں دے سکتے۔ اور اکثر اوقات انہیں پیٹ پر پتھر باندھ کر چل پڑنا پڑتا ہے۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے اب جبکہ "ولادت مسیح پر ایک نئے پہلو سے روشنی" ڈالنے کا تہیہ کیا تھا۔ ضروری تھا کہ ان مضامین کا جواب دیتے۔ جو ایک معزز غیر احمدی کے قلم سے شائع ہوئے ہیں لیکن انہوں نے اسکے متعلق صرف یہ کہہ دینا کافی سمجھا ہے +

"چونکہ اسکے مضمون میں کوئی دلیل نہیں جس کا جواب پہلے سے میرے مضمون میں موجود نہیں اسلئے اس لایعنی مضمون کیطرف سے اعرض عن الجاھلین کے حکم کے ماتحت اعراض کرتا ہوں"۔ (پیغام ۱۲ جولائی)

ہر وہ شخص جس نے مذکورہ بالا مضامین کا مطالعہ کیا۔ اعتراف کریگا۔ کہ وہ نہ صرف متانت اور تہذیب کے ساتھ لکھے گئے۔ بلکہ انمیں نہایت معقول طور پر مسئلہ ولادت مسیح پر بحث کیگئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو اگر باوجود اسکے کہ اس مسئلہ میں اپنے گروہ میں سے بھی سوائے "حضرت مولانا محمد علی صاحب" کوئی اپنا ہمخیال نظر نہیں آتا۔ اور وہ یہ اعلان کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ کہ "یہ تمام لاہوری احمدیوں کا متفقہ عقیدہ نہیں ہے" اس عقیدہ کے خلاف ایک طویل سلسلہ مضامین میں "کوئی دلیل" نظر نہ آئے۔ تو نہ آئے۔ اور ان کا اختیار ہے جسے چاہیں جاہل قرار دیدیں لیکن یہ تو فرمائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جو حوالے انکے سامنے رکھے گئے۔ ان سے جو تضاد اور اختلاف ثابت کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منصب حکم کی جو تحقیر انکی تحریروں سے دکھائی گئی۔ ان باتوں کا بھی وہ کوئی جواب دے سکتے ہیں۔ یا اسبارہ میں بھی وہی کہہ رہے ہیں۔ "میں اعرض عن الجاھلین کے حکم کے ماتحت اعراض کرتا ہوں" +

ڈاکٹر صاحب نے ہمیں باربار "محمودی" اور "محمودیوں" کے الفاظ سے مخاطب کیا ہے اگر اس طرح وہ اپنے دل کی بھڑاس نکال سکتے ہیں تو ہمیں کوئی گلہ نہیں ہم تو دل و جان سے چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں "محمودی" بنادے لیکن ڈاکٹر صاحب فرمائیں۔ انہوں نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے "لاہوری احمدی" کا لقب کس لحاظ سے تجویز کیا ہے +

لاہور میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے احباب ڈاکٹر صاحب کے فرقہ کے لوگوں سے کم نہیں۔ بلکہ زیادہ ہی ہونگے۔ کیا ان کا حق "لاہوری احمدی" کہلانے کا نہیں۔ اور اگر خاص لاہور کے باشندے دیکھے جائیں۔ تو بھی انکی تعداد ہماری جماعت میں کم نہ ہوگی۔ اور اگر یہ کہا جائے۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب کے "حضرت امیر" لاہور میں رہتے ہیں۔ اسلئے انہی کے ہمخیال "لاہوری احمدی" کہلا سکتے ہیں۔ تو بھی کوئی معقول وجہ نہیں۔ لاہور کی احمدیہ جماعت کا امیر بلکہ نائب امیر بھی ہے۔ اسلئے بھی انہیں لاہوری احمدی ہونیکے حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ ان حالات میں ہم اپنی جماعت کے دوستوں اور ڈاکٹر صاحب کے ہمخیالوں میں امتیاز پیدا کرنے کے لئے انہیں "پیغامی" کہا کریں +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

خدا کے احسانوں میں سے ایک بہت بڑا احسان نبی کی بعثت ہے

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

بمقام سرینگر - ۲۸ جون سنہ ۱۹۲۹ء

(نوشتہ مولوی قمر الدین صاحب)

بعد تشہد۔ تعوذ اور تلاوت سورہ فاتحہ کے فرمایا:۔

خالق و مخلوق میں فرق

اللہ تعالیٰ کا کوئی کام بے وجہ اور بے سبب نہیں ہوا کرتا چھوٹے سے چھوٹا کام بھی جو وہ کرتا ہے۔ یا چھوٹی سی چھوٹی بات بھی جو وہ کہتا ہے حکمت سے بھری ہوتی ہے۔ خالق و مخلوق میں یہی فرق ہے کہ جو کام مخلوق بالارادہ کرتی ہے۔ ان میں سے کئی کام فضول ہوتے ہیں۔ اور کئی کام عادتوں سے متعلق ہوتے ہیں۔ دنیا میں غور کرکے دیکھ لو۔ کوئی آدمی ایسا نہ ہوگا۔ جسے کوئی نہ کوئی عادت نہ ہو۔ کسی کو ہاتھ ہلانے کی عادت ہوتی ہے۔ کسی کو انگلیوں کو چٹخانے کی عادت ہوتی ہے۔ کسی کو بعض مقامات کے کھجلانے کی عادت ہوتی ہے۔ غرض کوئی ایسا انسان نہیں نکلیگا۔ جسے کوئی نہ کوئی عادت نہ ہو۔ وہ اپنی عادت کے ماتحت کام کرتا چلا جائیگا۔ اور ان کاموں کی حکمت بیان نہ کر سکیگا۔ بلکہ دریافت کرنے پر متردد ہو کر خیال کریگا۔ کہ مجھے یہ عادت ہے بھی یا نہیں:

اللہ تعالیٰ کے ہر فعل میں حکمت

مگر اللہ تعالیٰ کے ہر فعل میں حکمت ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں قانون قدرت کے ماتحت پیدا شدہ چیزوں میں سے کوئی حکمت سے خالی نہیں خواہ چھوٹی سے چھوٹی کیوں نہ ہو۔ انسان کو چاہیئے۔ کسی چیز کو حقیر نہ سمجھے۔ کوئی زمانہ تھا۔ کہ درختوں کے صرف پھلوں کو مفید سمجھا جاتا تھا۔ کہ ان سے بھوک دور ہوتی ہے۔ باقی چھال۔ پتے۔ لکڑی وغیرہ کسی کام کی نہیں خیال کی جاتی تھی۔ پھر زمانہ آیا۔ لکڑی کو بھی مفید اشیاء میں سمجھا جانے لگا۔ پھر آہستہ آہستہ بیج کا مفید ہونا معلوم ہو گیا۔ اور چھال اور پتوں کے کارآمد ہونے کے متعلق بھی یقین پیدا ہو گیا۔ غرضیکہ کوئی حصہ بھی غیر مفید نہ سمجھا گیا۔ پتے جن کے متعلق خیال کیا جاتا تھا کہ کسی کام کے نہیں ہوتے کچھ عرصہ کے بعد معلوم ہو گیا۔ کہ یہ مختلف کیمیاوی اجزا اور رکھتے ہیں جن کے ذریعہ انسانی قوی کو طاقت حاصل ہوتی ہے۔ مگر دور زمینوں میں کھاد کی صورت میں ڈالے جانے سے طاقت بخشتے ہیں۔ غرض آہستہ آہستہ دنیا نے ترقی کی۔ اور وہ چیزیں جو فضول نظر آتی تھیں وہ مفید نظر آنے لگیں۔ انسانی فضلات کو ہی لے لیں۔ کانوں کا فضلہ۔ ناک کا فضلہ۔ منہ کا فضلہ۔ پاخانہ۔ پیشاب وغیرہ بدترین فضلے سمجھے جاتے ہیں۔ اور انسان پوری کوشش کرتا ہے۔ کہ ان سے بچے۔ مگر طب اور زراعت نے بتایا۔ کہ ان میں بہت سے فوائد ہیں۔ کان کی میل آنکھ کے علاج کے لئے بڑی مفید ثابت ہوئی ہے۔ پیشاب زخموں کو اچھا کرنے میں مفید پایا گیا۔ جبکہ ابھی علم جراحی نے ترقی نہ کی تھی۔ اور antiseptic طریقے معلوم نہ ہوئے تھے۔ ایک مصنف نے تو یہاں تک لکھ دیا تھا۔ کہ انسان کے لئے اس کے اندر مکمل علاج موجود ہے۔ اب اور بھی سائنس ترقی کر رہی ہے۔ پچھلے زمانے میں جو چیزیں صرف کھاد کا کام دیتی تھیں۔ اب ان کے اور بھی فوائد ظاہر ہوتے جاتے ہیں:

کوئی چیز محض ضرر رساں نہیں

غرض ہم پہاڑوں کی چوٹیوں پر قیام کریں یا سمندر کی تہ میں چلے جائیں کسی جگہ نظر کریں۔ خدا کی پیدا کردہ ہر چیز میں فوائد نظر آئیں گے اب تک جس قدر تجربہ ہو چکا ہے۔ اس سے یہی ثابت ہوا ہے۔ کہ دنیا میں کوئی چیز محض ضرر رساں نہیں۔ بلکہ جنہیں محض ضرر رساں خیال کیا جاتا ہے۔ ان میں بھی فوائد ہیں۔ سانپ کو بہت ضرر رساں سمجھا گیا ہے مگر بہت سی لاعلاج بیماریوں کا اس کے زہر سے علاج کیا جاتا ہے اور لوگ ان بیماریوں سے شفا حاصل کرتے ہیں۔ سنکھیا زہر قاتل ہے لیکن اس سے بھی بہت بڑی دنیا کو فائدہ پہنچتا ہے۔ جہاں اس سے ہزاروں جانوں کا نقصان ہوتا ہے۔ وہاں لاکھوں انسان اس سے شفا پاتے ہیں۔ یہی سنکھیا پرانے بخاروں کے توڑنے میں اکسیر ثابت ہوا ہے۔ جو لوگ بخار میں مبتلا ہو کر دوائی کرتے کرتے تھک جاتے ہیں۔ انہیں سنکھیا کی ایک خوراک سے فائدہ ہو جاتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ اشیاء میں کوئی بھی فوائد سے خالی نہیں:

یہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے۔ تمہید ہے۔ اس امر کی جو میں اس وقت بیان کرنا چاہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کی خوبیاں بیان کرنا اس وقت میرا مقصد نہیں۔ بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ جب ہم ان چیزوں میں بھی جنہیں مضر خیال کیا جاتا ہے۔ فوائد دیکھتے ہیں۔ تو جو چیزیں ہمارے لئے فائدہ رساں ہیں۔ ان کی کیسی قدر کرنی چاہیئے اور ان کا ہمارے لئے مہیا کیا جانا خدا تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے۔

نبی بھیجنے کی غرض

خدا تعالیٰ کے احسانوں میں سے ایک انبیاء کا وجود ہے مگر بہت سے لوگوں کو ٹھوکر لگی ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں۔ شریعت کا لانا ہر نبی کے لئے ضروری ہے۔ نادان نہیں جانتے۔ کہ دنیا میں خدا نبی کس غرض کے لئے بھیجتا ہے۔ نبی کی بعثت کی غرض لوگوں کو نمونہ بنکر دکھانا ہوتا ہے۔ وہ خدائی تعلیم پر چل کر لوگوں کو بتاتا ہے۔ کہ خدا تم سے یہ چاہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتخاب جوان کے بے وارث اور یتیم ہونے کی حالت میں کیا گیا۔ آخر اس کا کیا سبب تھا۔ پھر حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ وغیرہم من الانبیاء کا انتخاب جو کیا گیا۔ تو کیوں؟ کیوں نہ کسی بڑے آدمی کا انتخاب کیا گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت یہ سوال بھی ہوا۔ ایک شخص جو شرک کے خلاف وعظ کیا کرتا تھا اس نے کہا۔ اگر خدا نبوت کے لئے منتخب کرتا۔ تو مجھے کرتا۔ اس لئے میں نہیں مانتا۔ تو یہ سوال ہوتا ہے۔ کہ کیوں خدا ایسے شخص کا انتخاب کرتا ہے۔ کسی بڑے آدمی کا انتخاب کیوں نہیں کرتا اصل بات یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ایسے شخص کا انتخاب کرتا ہے۔ جو لوگوں کے لئے نمونہ ہو۔ محمد رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور باقی انبیاء نمونہ تھے۔ خدا تعالیٰ جو تعلیم دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایسے شخص کو بھی بھیجتا ہے۔ جو اس تعلیم کا عملی نمونہ ہوتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کریم کا عملی نمونہ تھے۔ حضرت عیسیٰؑ انجیل کے۔ حضرت موسیٰؑ تورات کے۔ جب قرآن کریم اترا تو ساتھ ہی مجسم قرآن یعنے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی بھیجا گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے متعلق دریافت کیا۔ کہ کیسے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا:۔ کان خلقہ القرآن۔ آپ کا خلق قرآن تھا۔ جو کچھ اس میں ہے۔ اس کا عملی نمونہ آپ تھے۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوانح بیان کرنے کی بجائے کہدیا۔ قرآن پڑھ لو جو کچھ اس میں ہے۔ وہ سب کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پایا جاتا تھا:

نبی مردوں کو زندہ کرتے ہیں

غرض انبیاء کا وجود دنیا میں نمونہ ہوتا ہے۔ جس طرح نمونے ٹھوکر نہیں لگ سکتی۔ اسی طرح انبیاء کے وجود کے ساتھ بھی ٹھوکر نہیں لگ سکتی۔ انبیاء لوگوں کو زندہ کرنے آتے ہیں۔ ان سے پہلے لوگ مردہ ہو چکے ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مردوں کو زندہ کیا۔ ایمانداروں کو مخاطب کرکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ یاایھا الذین اٰمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم۔ کہ اے لوگو! اللہ اور رسول کی بات سنو۔ وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے بلاتا ہے:

پہلے زمانہ میں کبھی ایک شخص نے دعویٰ کیا۔ کہ میں بھی دنیا کو زندہ کرنے آیا ہوں۔ خدا کے کلام کو سمجھانا۔ معارف و حقائق بتانا۔ لوگوں کو روحانی طور پر زندہ کرنا۔ نمونہ بننا۔ یہ وہ کام ہیں۔ جو خدا کے برگزیدہ دنیا میں مبعوث ہو کر کرتے ہیں۔ ان کے ذریعہ جو زندگی حاصل ہوتی ہے۔ اس سے قطعاً یہ مراد نہیں۔ کہ نبی جسمانی مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ بلکہ عملی زندگی اور اخلاقی زندگی ہے ؂

نبی کی جماعت اور دوسروں میں فرق

انبیاء کی جماعتوں میں اور دوسرے لوگوں میں کھانے۔ پینے۔ پہننے ظاہری زندگی میں فرق نہیں ہوتا۔ بلکہ یہی فرق ہوتا ہے۔ کہ انکی عملی اخلاقی حالت نہایت اعلیٰ ہوتی ہے۔ وہ لوگوں کے لئے نمونہ ہوتے ہیں۔ اگر نبی کی جماعت میں کسی داخل ہونے والے کے اندر یہ بات پیدا نہ ہو۔ تو وہ سمجھے اُس کے اندر وہ غرض و غایت جسکے لئے نبی مبعوث ہوتے ہیں۔ پیدا نہیں ہوئی۔ اور جب تک کسی قوم میں یہ باتیں پیدا نہ ہوں۔ وہ ترقی نہیں کر سکتی ؂

مامور الہٰی سے وعدہ

ہمیشہ مامور خدا سے یہ وعدہ لے کر آتے ہیں۔ کہ جو قوم انکے ساتھ شامل ہوگی۔ اسے وہ کامیابی تک پہنچا دینگے۔ اور باقی لوگ ذلیل ہو جائینگے۔ انکے ساتھ شامل ہونیوالے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ یقین رکھتے ہیں۔ انکی قربانیاں ضایع نہیں ہونگی۔ جیسے زمیندار زیادہ سے زیادہ غلہ بوتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مجھے اس کا فائدہ ہوگا۔ اسی طرح مومن بھی قربانی کرنے سے ڈرتا نہیں۔ وہ جانتا ہے۔ اگر آج اس کا فائدہ ظاہر بین لوگوں کو نظر نہیں آتا۔ تو جلد ہی وہ اس زمانہ کو پالینگے جس میں اس کے فوائد مشاہدہ کرلینگے۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔ لوگ زمین خرید کر آیندہ نسلوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح مومن کی قربانی بھی آیندہ نسلوں کے لئے مفید ثابت ہوتی ہے۔

ایران کے بادشاہ کا واقعہ

میں نے ایران کے بادشاہ کا قصہ کئی دفعہ سنایا ہے وہ اپنے وزیر کے ساتھ ایک کسان کے پاس سے گزرا۔ جو ایک ایسا درخت لگا رہا تھا جس کے پھل کو وہ خود نہیں کھا سکتا تھا۔ بلکہ اس کی نسل فائدہ حاصل کر سکتی تھی۔ بادشاہ نے کہا میاں کسان۔ تم کو اسکے لگانے سے کیا فائدہ۔ اُس نے جواب دیا۔ بادشاہ سلامت۔ پہلوں نے یہ پیڑ لگائے۔ تو ہم نے پھل کھائے۔ اب ہم لگائینگے۔ تو ہمارے بعد آنیوالے کھائینگے۔ بادشاہ کا دستور تھا۔ جب وہ کسی پر بات پر خوش ہوتا۔ تو زہ کہا کرتا۔ جس کے معنے یہ ہوتے تھے۔ کہ ہم اس شخص کی بات پر بڑے خوش ہوئے ہیں۔ اسے ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی دی جائے۔ چنانچہ بادشاہ کو کسان کی بات پسند آئی۔ اور اُس نے زہ کہا۔ اسپر وزیر نے ایک تھیلی کسان کے حوالے کی تھیلی لیکر میاں کسان بولے۔ بادشاہ سلامت۔ دیکھا اس درخت نے تو لگاتے لگاتے پھل دیدیا۔ یہ بات بادشاہ کو پھر اچھی لگی۔ اور اُس نے زہ کہا۔ وزیر نے ایک اور تھیلی کسان کے حوالہ کردی۔ پھر تھیلی لے کر کسان نے کہا بادشاہ سلامت۔ اور لوگ جو درخت لگاتے ہیں وہ سال میں صرف ایک دفعہ پھل دیتے ہیں۔ مگر میرے درخت نے تو لگتے لگاتے دو دفعہ پھل دیدیا۔ بادشاہ کو اس بات نے اور بھی خوش کیا۔ اور اس نے پھر زہ کیا۔ اور وزیر نے تیسری تھیلی کسان کے حوالہ کردی۔ آخر بادشاہ نے حکم دیا۔ کہ یہاں سے چلو۔ ورنہ یہ بوڑھا تو ہمیں لوٹ لیگا۔

انبیاء کے متبعین کی قربانیاں

پس بعض قربانیاں ایسی کرنی پڑتی ہیں۔ جن کا نفع فوری طور پر نظر نہیں آتا۔ مگر ان کے پس پردہ بہت عظیم الشان فوائد ہوتے ہیں انبیاء کے حقیقی متبعین بھی قربانیاں کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دنیا میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور باقی لوگ ذلیل و خوار۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کو دیکھو۔ اُنپر کیا کیا ظلم و ستم کئے گئے پہلی اور دوسری صدی میں اُنپر سخت مظالم ڈھائے گئے۔ وہ مصائب کا تختہ مشق بنائے گئے۔ مگر انہوں نے صبر سے مظالم کو برداشت کیا۔ اور قربانی پر قربانی کرتے گئے۔ حتیٰ کہ تیسری صدی میں جاکر انہیں آزادی حاصل ہوئی۔ جبکہ روما کا بادشاہ عیسائی ہو گیا۔ میں نے وہ غاریں دیکھی ہیں۔ جو روما کی غاریں کہلاتی ہیں۔ وہ خدا کی جماعت اُن غاروں میں چھپکر گذارہ کرتی تھی۔ تاکہ مخالفین کے مظالم سے بچے۔ وہ غاریں اتنی وسیع ہیں۔ کہ اگر انکو پھیلایا جائے تو دو سو میل سے کم لمبائی نہ ہوگی ؂

پتھر کی چٹان بنو

ہمارے لئے بھی ضروری ہے کہ ہم بلحاظ ایمان کے پتھر کی چٹان کیطرح ثابت ہوں کچے ایمان تو پہلے بھی موجود تھے۔ ماموروں کا کام نئی زندگی پیدا کرنا ہوتا ہے۔ انبیاء کی جماعتوں کے ہر فرد کو سمجھنا چاہیئے۔ کہ میرے ہی ذریعہ دُنیا کی نجات ہوگی۔ میں نے ہی سب کام کرنا ہے۔ میں انجن ہوں۔ باقی سب گاڑیاں ہیں۔ جب تک یہ احساس نہ ہو۔ اسوقت تک کامیابی نہیں ہوسکتی۔ سچا موحد انسان اس صورت میں بن سکتا ہے کہ وہ سمجھے۔ دُنیا میں وہ اکیلا ہی کام کریگا۔ سورۃ فاتحہ میں اِیَّاکَ نَعۡبُدُ جو آیا ہے۔ اُس میں یہی نکتہ بیان کیا گیا ہے۔ ہر شخص کہتا ہے ایاک نعبد۔ گویا وہ اپنے آپ کو آگے کھڑا کرتا ہے اور باقیوں کو لیتے ساتھ ؂

چالیس مومن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی قسم کے چالیس مومنوں کی خواہش رکھتے تھے۔ کہ اگر ہماری جماعت میں پیدا ہو جائیں۔ تو پھر تمام دنیا کا فتح کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اور یہ ایمان بجز خدا کے برگزیدہ کے اور کوئی پیدا نہیں کرسکتا۔ جنہیں خدا تعالیٰ خود انتخاب کرکے دنیا میں مبعوث فرماتا ہے۔ یہ لوگ آگ کا حکم رکھتے ہیں۔ جو خس خاشاک کو جلا دیتی ہے۔ جب ان کا ظہور دنیا میں ہوتا ہے تو ان کے ذریعہ ضلالت و گمراہی کے سب پردے چاک ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا متبع ایک کامل ایمان حاصل کرکے خدا کیطرف جھکتا ہے۔ اگر ایسا ایمان نصیب ہو۔ تو یہی کامیابی کی راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم ایسا ایمان حاصل کریں ؂

چندہ خاص اور جماعت احمدیہ

ذیل میں خصوصیت رکھنے والی جماعتوں کے افراد کے نام شائع کرنیسے پہلے میں یہ بات پھر دہرانا چاہتا ہوں کہ چندہ خاص کی تحریک کے اخیر پر میری طرف سے ایک نوٹ بدیں الفاظ شائع ہوا تھا۔ "جو دوست آٹھویں حصہ یا اس سے زیادہ کی وصیت کئے ہوئے ہیں۔ اور چندہ وصیت حصہ آمد باقاعدہ ادا کر رہے ہیں۔ انکے لئے خاص اجازت ہے کہ وہ چندہ خاص کی رقم میں سے جو انکے ذمہ بنتی ہے۔ اپنے چندہ حصہ آمد کی رقم منہا کرکے باقی رقم چندہ خاص میں ادا کریں۔ مثلاً ایک صاحب کی ماہوار آمدنی سو روپیہ ہے۔ اور وہ اپنی تنخواہ کا ⅛ حصہ یعنی ساڑھے بارہ روپے ماہوار باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔ اور انکے ذمہ چندہ خاص کی رقم ۲۵ روپے بنتی ہے۔ اور بارہ روپے آٹھ آنے وہ وصیت کے ادا کرتے ہیں۔ پس ان سے وہ پچیس روپے میں سے وصیت کے بارہ روپے آٹھ آنہ کم کرکے باقی بارہ روپے آٹھ آنہ چندہ خاص میں لئے جاوینگے۔ جن دوستوں نے جائداد کی وصیت کی ہے۔ ان سے کسی قسم کی کوئی تخفیف نہیں (یعنی انہیں چندہ خاص بھی پورا ادا کرنا چاہیئے اور چندہ عام بھی باقاعدہ اور باشرح ادا کرنا فرض حتمی ہے) انہیں چندہ خاص اپنی ماہوار آمد کے حساب سے دینا چاہیئے یا پیداوار پر ایک سیر فی من ادا کرنا چاہیئے" یہ الفاظ بالکل واضح ہیں تاہم بعض جماعتوں کے موصی صاحبان نے باوجودیکہ انکی وصیت ⅒ حصہ کی تھی۔ وصیت کا روپیہ منہا کرکے چندہ خاص ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ حالانکہ یہ نوٹ صرف انکے واسطے رعایت دیتا ہے جنکی وصیت ⅛ ماہوار یا اس سے زیادہ کی وصیت حصہ آمد کی ہے۔ جنکی وصیت ⅒ حصہ ماہوار آمدنی کی ہے یا ⅑ کی۔ انکے واسطے کوئی رعایت نہیں ہے انکو چندہ خاص پوری شرح سے ادا کرنا چاہیئے۔

(۱) جماعت آبادان علاقہ ایران کے امیر جماعت مرزا برکت علی صاحب نے اپنا فارم چندہ خاص ہوائی ڈاک کے ذریعہ اس لئے بھیجا ہے کہ مرکز میں وقت مقررہ پر پہنچ جائے۔ اس فارم سے ظاہر ہے کہ ذیل کے احباب نے چندہ خاص تیس فیصدی کی شرح سے یکمشت ادا کردیا ہے۔ دوسرے احباب نے بھی چندہ خاص باشرح دیا ہے۔ جن کے نام یہ ہیں:۔

محمد عبداللہ صاحب کمپونڈر۔ میاں محمد رفیق صاحب۔ میاں محمد رشید صاحب۔

(۲) جماعت چک ۹۸ شمالی سرگودہ کے سکرٹری مال چوہدری فتح خاں صاحب نے لکھا ہے۔ بموجب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے مبلغ ایک صد روپیہ چندہ خاص بذریعہ منی آرڈر ارسال ہے۔ چوہدری صاحب موصوف اپنے ہر قسم کے چندوں میں سبقت لیجانیوالے اور جماعت کیلئے عملی نمونہ پیدا کرنے والے نوجوان ہیں۔ جزاہم اللہ خیراً ؂

(۳) جماعت کوئٹہ کے امیر جماعت ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب سکرٹری مال بابو محمد امین صاحب نے ہر ایک احمدی سے چندہ خاص انکی آمدنی پر باشرح لیا ہے اور کل وعدہ اس جماعت کا ۱۱-۹۸-۳ کا ہے۔ مولوی فخرالدین صاحب قادیانی کا وعدہ پچیس فیصدی سے زیادہ کا ہے ؂

(۴) دہلی کی جماعت کے دوستوں نے چندہ خاص تحریک سے بھی پہلے نہ صرف پچیس فیصدی کی شرح سے دینا منظور کیا ہے بلکہ چالیس فیصدی کی شرح سے دیا ہے۔ خصوصیت رکھنے والے اصحاب کے نام یہ ہیں۔ شیخ غلام حسین صاحب سکرٹری مال۔ بابو اعجاز حسین صاحب پریزیڈنٹ۔ مولوی عبدالمجید صاحب۔ مولوی عبدالحمید صاحب۔ بابو محمد عمر صاحب اورسیر۔ بابو نذیر احمد صاحب۔ مولوی اکبر علی صاحب۔ چندہ خاص کے مکمل فارم کا انتظار ہے ؂

ناظر بیت المال

مملکت آصفیہ میں ۲ جون کا شاندار جلسہ

الکو نین کی سید سیرت پر ہندو مسلمان معززین کی تقریریں

یوم النبی صلعم کا جلسہ نواب صدر یار جنگ بہادر کی صدارت میں نواب فیاض علی خاں صاحب بہادر کی کوٹھی پر حدود رزیڈنسی میں منعقد ہوا۔ کارروائی جلسہ ٹھیک سات بجے بعد نماز مغرب عمل میں آئی مجمع کا اندازہ دو ہزار سے ڈھائی ہزار تک کیا جاتا ہے۔ جس میں اعلیٰ عہدہ داران سرکاری۔ علمائے کرام مشائخین عظام۔ تجار۔ وکلاء نمایندگان اخبارات مقامی و مختلف فرقہ ہائے اسلامی کے نمایندے شامل تھے۔ اس جلسہ کی ایک خاص خصوصیت یہ تھی۔ کہ ہر مذہب و ملت ہر مشرب و جماعت کے اصحاب نے فراخدلی سے اس میں حصہ لیا۔ اور اسے کامیاب بنانے کی کوشش کی۔ ہندو مسلمان پارسی عیسائی برہمن اقوام کا امن و سکون کے ساتھ یکجا بیٹھ کر مناقب و محاسن و محامد سرور کائنات صلعم سننے کا نظارہ ایک پر کیف سمان پیش نظر کر رہا تھا۔

کلام مجید کی تلاوت کے بعد مہاراجہ سرکشن پرشاد کی ایک نعتیہ غزل خوش الحانی سے سنائی گئی اس کے بعد حافظ عبد العلی صاحب وکیل ہائیکورٹ کی تقریر ہوئی ✦

اس کے بعد ایک ہندو دیوی کی ایک موثر نظم سنائی گئی جس میں نصیحت کیگئی تھی۔ کہ لوگ صلح و آشتی و امن و امان سے رہیں اور آنحضرت صلعم کی بزرگی اور عظمت کے قائل ہوں۔ پھر پنڈت لکشمی نرسیا صاحب وکیل ہائیکورٹ کی تقریر ہوئی۔ جنہوں نے کہا مجھے اسلام کی خوبیاں پسند ہیں۔ چند ایک خوبیوں کا ذکر کرتا ہوں۔ کیونکہ بلحاظ قلت وقت زیادہ تفصیل نہیں بیان کر سکتا۔ بعثت نبوی کے وقت عرب چاہ ضلالت میں غوطے کھا رہا تھا۔ ایسے وقت آپ کا پاک مشن ابر رحمت کی طرح سایہ فگن ہوا۔ اور تن مردہ میں جان آنے لگی۔ پہلی خوبی آپ کی سادہ زندگی ہے۔ آنحضرت صلعم نے نہ صرف اس بارے میں زبانی ارشادات فرمائے بلکہ عمل کر کے بھی دکھا دیا۔ دوسری خوبی مساوات ہے آپ کے زمانہ میں قومی تفاخر کا مرض بہت کثرت سے پھیلا ہوا تھا۔ غلامی کا رواج تھا۔ آپ نے اس کو مٹایا اور یہ تعلیم دی کہ خدا کی نظر میں بادشاہ فقیر۔ امیر غریب چھوٹا بڑا عورت۔ مرد بحیثیت مخلوق ایک درجہ رکھتے ہیں۔ عبادات کے وقت یہ منظر بخوبی پیش نظر ہوتا ہے ✦ تیسری خوبی حب الوطنی ہے۔ اس جذبہ کو بھی آنحضرت صلعم نے مناسب طور پر ابھارا ہے ✦

چوتھی خوبی۔ بہادری و شجاعت ہے۔ یہ صفت حضرت رسول اللہ صلعم میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اسکی وجہ سے بھی وہ اپنی قوم میں بہت ہر دلعزیز ہوئے ✦ پانچویں خوبی۔ آپ نے دنیا کو صحیح توکل کی تعلیم دی۔ چھٹی خوبی۔ آپ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ بہت عفو فرماتے تھے بڑے بڑے مخالفین اور معاندین کو آپ نے معافی دی ✦

ساتویں خوبی۔ آپ نے بڑی شد و مد سے حکم دیا کہ عورتوں کے ساتھ بہتر سلوک کیا جائے ✦ آٹھویں خوبی توحید کی تعلیم ہے۔ یہ وہ زبردست خوبی ہے جسکی وجہ سے دنیا نے ایک عظیم الشان انقلاب کا منہ دیکھا۔ اور اہل دنیا نے کفر و ضلالت کی آلائش سے پاک ہو کر اطمینان و آرام کا سانس لیا۔ مکرر مساوات کی تعلیم کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے مقرر نے اپنی تقریر ختم کی ✦

مذکورہ بالا تقریروں کے بعد ولورام صاحب کوثری اسٹیج پر آئے اور یہ رباعی سنائی۔

کیا پہنچا مسیحا جو فلک پر پہنچا
مقصود کو ہرگز نہ سکندر پہنچا
اللہ غنی کوثری اتنا چالاک
گنگا سے جو پھسلا لب کوثر پہنچا

اسکے بعد ایک خمسہ سنایا گیا جو موقع و محل کے لحاظ سے نہایت برجستہ تھا۔ اور جس میں آنحضرت صلعم کے فضائل نہایت حسن و خوبی سے بیان کئے گئے تھے ✦

پھر نواب بہادر خان صاحب کی تقریر آنحضرت صلعم کا سلوک غیروں کے ساتھ کیسا تھا پر ہوئی ✦

مہاشہ حکیم سید حسین صاحب ساکن ورنگل نے تلنگی میں آنحضرت کے مناقب بیان کئے اور ایک نظم بزبان تلنگی سنائی ✦

جلسہ یوم النبی کی غرض و غایت کے موضوع پر سید بشارت احمد صاحب نے ایک مختصر سی تقریر کی۔ اور بتایا کہ اس قسم کے جلسے گزشتہ سال سے ہماری جانب سے شروع کئے گئے ہیں اور انکی غرض و غایت یہ ہے کہ بتایا جائے کہ وہ رسول جو ساری دنیا کے لئے رحمت بنکر آیا۔ اور وہ نبی جو ساری قوموں اور سارے ملکوں کے لئے مبعوث کیا گیا کس جذب و قوت کا مالک ہے کس حیثیت و کس شان سے جلوہ فرمائی کر رہا ہے جس طرح ہمارا خدا رب العلمین ہے۔ اسی طرح ہمارا رسول رحمۃ للعالمین ہے۔ اس لئے ضرورت تھی اس امر کی کہ کوئی دن ایسا مقرر ہو جس میں ہم اپنی قوم کے علاوہ اور قوموں کو مدعو کریں اور سنائیں کہ ہمارا رسول ان کے لئے کسقدر گداز تھا۔ اس نے دنیا پر کیا کیا احسانات کئے اور ہمیں ان احسانوں کا کس طرح معاوضہ ادا کرنا چاہیئے ✦

آخر میں نواب صدر یار جنگ بہادر صدر الصدور امور مذہبی نے آیہ کریمہ لقد جاءکم رسول من انفسکم الخ تلاوت کر کے فرمایا کہ آنحضرت صلعم کی زندگی کے دو عظیم الشان پہلو ہیں (۱) ادھر اللہ سے وصل (۲) ادھر مخلوق میں شامل۔ اور پھر اسکی نہایت لطیف تشریح فرمائی ✦

ڈاکٹر سید ظہور اللہ احمد حیدر آباد دکن

---

۲ جون کے جلسوں کے مخالفین کو چیلنج

۲ جون کے جلسوں کے انعقاد کی غرض و غائت کے متعلق حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ابتدا ہی میں متعدد بار بالتصریح فرما دیا تھا کہ ان سے غرض آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس و مطہر زندگی کو پیش کر کے حضور کی شان و شوکت کو دنیا میں ظاہر کرنا ہے۔ نیز برادران وطن کے اس زہریلے اثر کو دور کرنا ہے۔ جس نے کہ ہزاروں فرزندان توحید کے قلوب کو مجروح کر دیا ہے۔ مگر افسوس اور صد افسوس کہ اخبار "زمیندار" لاہور یا اسی قماش کے بعض دوسرے لوگ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اس قابل مبارک و مخلصانہ غرض کو اصل حقیقت پر مبنی نہ خیال کرتے ہوئے نہ صرف اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے۔ بلکہ اس مبارک تحریک سے مسلمانوں کو مجتنب رکھنے کے لئے انہوں نے انتہائی مکر و فریب و افترا پردازی سے کام لیا۔ کبھی مغالطہ دینے کیلئے ۲ جون کے جلسوں کی غرض و غائت مسلمانوں سے چندہ بٹورنا لکھا۔ کبھی تبلیغ احمدیت کا ڈھنگ بتایا۔ کبھی کہا کہ ۲ جون کو شاہ جارج پنجم کی سالگرہ منائی جائیگی الغرض جس قدر کذب بیانی و افترا پردازی ہو سکی۔ وہ انہوں نے کی بالآخر اللہ تعالےٰ کی تائید اور نصرت نے جوش مارا۔ ان معاندین کی اشد ترین مخالفت و بہتان طرازی کے باوجود سیرت نبی پر ۲ جون کو ہندوستان کے تمام طول و عرض میں نہائت تزک و احتشام کے ساتھ جلسے منعقد ہوئے ان جلسوں کو کامیاب و بارونق بنانے میں ہر مذہب و ملت کے انصاف پسند اصحاب نے جس جوش و تندہی سے کام لیا۔ وہ ہر لحاظ سے لائق شکریہ و قابل ستائش ہے۔

اب "زمیندار" لاہور اور اس کے دوسرے ہم خیال لوگوں کو ہمارا کھلا چیلنج ہے۔ کہ اگر وہ ان الزامات میں حق بجانب ہیں۔ جو اس نے ان جلسوں کی غرض و غائت کے طور پر بیان کئے ہیں۔ تو وہ ان جلسوں کی رپورٹوں میں سے ثابت کریں۔ لیکن اگر وہ ثابت نہ کر سکیں۔ اور ہرگز ثابت نہ کر سکیں گے۔ تو پھر انہیں ہمارا یہ دردمندانہ و مخلصانہ مشورہ ہے۔ کہ آئندہ وہ ایسی نیک و مبارک تحریکوں کی بلا وجہ مخالفت کرنا چھوڑ دیں۔ اور اس خدائے غیور و لازوال ہستی کے غضب سے ڈریں۔ جس کے سامنے کوئی انسانی مکر و فریب کارگر نہیں ہو سکتا گو اس کی گرفت آہستہ ہوتی ہے۔ مگر جب وہ مجرموں کو پکڑتا ہے تو پھر کیفر کردار تک پہنچا دیتا ہے۔ کیونکہ وہ اگر ستار و غفار ہے۔ تو جبار و قہار بھی ہے۔ پس ہمارا یہ نیک نیتی و خیر خواہی پر مبنی مشورہ ہے۔ جو چاہے قبول کرے۔

(خاکسار محمد علی نائب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ فیروز پور شہر)

شکریہ معاونین

سید عبد الرحمن صاحب بن سید عزیز الرحمن صاحب مہاجر قادیان نے چھے اصحاب کے لئے قیمتی رقم بھجوائی ہے جو سلسلہ میں داخل نہ ہوں اور الفضل پڑھنے کے مشتاق ہوں۔ وہ خواہشمند سیکرٹری صاحبان جماعت احمدیہ مجھے لکھیں ان کیلئے جاری کر دیا جائیگا۔ ایسا ہی ایک صاحب نے غیر مستطیع خریداروں کیلئے قیمت بھجوائی ہے۔ اللہ تعالےٰ نوجوان موصوف کو جزائے خیر دے۔

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے ملک کو کس حالت میں پایا اور کس حالت میں چھوڑا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل خطہ عرب کی حالت کا مفصل طور پر مختصر مضمون میں بیان کرنا تو قریباً ناممکنات میں سے ہے۔ لیکن مندرجہ ذیل سطور میں چند امور کا ذکر کیا جاتا ہے :-

شرک

خطۂ عرب پر وہ زمانہ ایسا تھا۔ جبکہ ظلمت وتاریکی کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ اور تمام عالم پر ظلم و جور کا تسلط تھا۔ لوگ اپنے مالک حقیقی کو بالکل بھول چکے تھے۔ خدائے واحد کی پرستش کی جگہ اصنام پرستی اور اجرام سماوی کی پرستش بنے لے رکھی تھی۔ حتٰے کہ وہ خانۂ خدا جو کسی زمانہ میں اس غرض سے تعمیر کیا گیا تھا۔ کہ اس میں ایک اور صرف ایک ہی خدا کی پرستش ہو۔ اس میں بھی ۳۶۰ بُت رکھے تھے غرضکہ شرک و بدعت۔ کفر و ضلالت کی کوئی ایسی راہ نہ تھی۔ جو ان لوگوں نے اختیار نہ کی ہو۔ مخلوق آستانۂ الوہیت کو چھوڑ کر گمراہ ہو چکی تھی ؛

دختر رز کا استعمال

عرب کی بنجر اور ویران زمین میں بادہ نوشی کا وہ زور تھا کہ شراب پانی کی طرح استعمال کی جاتی تھی۔ اور سب چھوٹے بڑے اسے شیر مادر کی طرح حلال جانتے تھے۔ جہاں دیکھو۔ ساقی و پیمانہ۔ جام و ساغر نظر آتے ہیں۔ شراب کے استعمال سے یقیناً جن بدکاریوں اور برائیوں کا انسان مرتکب ہو جاتا ہے۔ وہاں بکثرت سے موجود تھیں۔ جوئے بازی کا عام چرچا تھا۔ فسق وفجور کی کثرت تھی۔ زنا ان کا دن رات کا مشغلہ تھا۔ اور ان کی فطرت اس قدر مسخ اور مردہ ہو چکی تھی۔ کہ ان تمام حیا سوز اور گندے افعال پر علانیہ فخر کیا جاتا تھا۔ اور نظمیں پڑھی جاتی تھیں ؛

جہالت

جہالت یہاں تک بڑھی ہوئی تھی۔ کہ بالکل معمولی امور پر جھگڑے اور فساد ہو جاتے تھے۔ اور کینہ۔ حسد۔ بغض و عناد یہاں تک بڑھ گیا تھا۔ کہ قبائل کے قبائل ایک دوسرے سے صدیوں برسرپیکار رہتے تھے۔ تعلیم کا نام ونشان مفقود تھا۔ اور ان کو اُمی کہلانے پر فخر ؛

دختر کشی

لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا ان کے کاموں کا ایک ادنیٰ کرشمہ تھا۔ اور یہ ظلم اپنی انتہا تک پہنچا ہوا تھا۔ جونہی کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی۔ اس کا منہ مارے غم کے سیاہ ہو جاتا۔ اور اسکی جھوٹی غیرت کا خون اسکی رگوں میں جوش زن ہوتا حتٰی کہ وہ ظالمانہ غیرت اسکی فطرت پر غالب آجاتی۔ اور اس کا قدم اسے زندہ درگور کرنے کی طرف بہت تیزی سے اٹھتا۔ اور وہ اپنی چیختی چلاتی ہوئی لخت جگر پر مٹی ڈالکر اس سنگدلی کا ثبوت دیتا۔ جس کے سامنے مارے ندامت کے پتھر بھی پانی ہو جاتے ؛

صنف نازک سے سلوک

پھر یہی نہیں۔ بلکہ صنف نازک کی قدر ومنزلت ان کے نزدیک ذرہ بھر بھی نہ تھی۔ انسانی حقوق میں سے ان کو حصہ نہ ملتا تھا۔ نہ تو والدین کی جائداد سے کوئی حق تھا۔ اور نہ ہی خاوند کی جائداد کی مالک تصور کی جا سکتی تھی۔ ایک مرد بے شمار بیویاں کر سکتا تھا۔ وہ جسے چاہتا طلاق دے سکتا تھا۔ مگر عورت کو علیحدگی کا حق حاصل نہ تھا۔ بیچیائی کا یہ عالم تھا۔ کہ باپ کے مرنے کے بعد اس کے بیٹوں میں اسکی سوتیلی مائیں بطور ترکہ بانٹی جاتی تھیں۔ غرضکہ صنف نازک کی عزت اتنی بھی نہ تھی۔ جتنی حیوان کی ہو سکتی ہے۔ اور اسے ہر قسم کے ظلم وستم۔ جور وجفا کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ کوئی وحشیانہ فعل اور برا سلوک ایسا نہ تھا۔ جس کے لئے صنف نازک کو تختۂ مشق نہ بنایا جاتا ہو۔ اور دنیا کی اسوقت اگر کوئی ارذل ترین ہستی تھی تو یہی مظلوم ؛

بزرگان مذاہب کی توہین

تمام ملک کا امن وامان بالکل اٹھ چکا تھا۔ اور ہر قسم کے طبقوں میں فتنہ وفساد رونما تھا۔ کیوں؟ اس لئے کہ ایک دوسرے مذاہب کے بزرگوں اور رہنماؤں کی تعظیم وتکریم۔ ادب احترام کا نام ونشان بالکل مفقود تھا۔ دوسرے کے بزرگوں کی توہین دل کھول کر کی جاتی تھی۔ گندہ دہنی اور دل آزاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جاتا تھا اور ایک دوسرے کے قلوب کو ان بری حرکات سے اس قدر زخمی کیا جاتا تھا۔ جس سے بظاہر ان سب کا آپس میں ملنا۔ امن وامان کو قائم کر کے اپنے ملک کو فتنہ وفساد سے پاک کرنا۔ صلح و آشتی سے مل کر زندگی بسر کرنا۔ قریباً ناممکنات میں سے معلوم ہوتا تھا۔ اور یہ فتنہ انگیزی اس حد تک بڑھی ہوئی تھی۔ کہ الامان! الحفیظ ؛

بدیوں کا حد سے تجاوز

غرضکہ کوئی بدی۔ کوئی بدکاری ایسی نہ تھی جس کا وجود اہل عرب میں نہ پایا جاتا ہو۔ اور جو اپنے عملی کمال پر پہنچی ہو۔ ایسی حالت میں جبکہ قریب تھا۔ کہ وہ لوگ اپنے افعال کی وجہ سے تباہ ہو جائیں۔ قریب ترین تھا۔ کہ وہ لوگ جو آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ اسی میں گر کر ہلاک ہو جائیں۔ قریب تھا۔ کہ وہ اپنے گندے افعال کے نتیجہ میں غضب الٰہی کے مورد بن جائیں ؛

بعثت رسول کریمؐ

یکایک رحمت خداوندی جوش میں آئی۔ اور ایک نور الٰہی نوشتوں کے مطابق فاران کی وادیوں سے جلوہ گر ہوا۔ یہ وہی نور تھا۔ جس کی آمد کی خبر متواتر سب انبیاء علیہم السلام دیتے چلے آئے تھے۔ یہی حقیقی محسن حقیقی ہادی اور حقیقی رہنما تھا۔ جس کی دنیا کو انتظار تھی۔ یہی دنیا کا نجات دہندہ تھا۔ جس کے ذریعہ مظلوموں نے ظالموں کے پنجے سے اور گمراہوں نے ضلالت سے نجات پائی۔ یہی وہ نور تھا جس کی آمد سے تمام ظلمتیں کافور ہو گئیں۔ شرک کو ایسا جڑ سے اکھاڑا۔ کہ اس کی جگہ توحید اور خدائے واحد کی پرستش کے نور سے دنیا جگمگا اٹھی۔ نہ بادہ خوار رہے۔ اور نہ ان کے جام وساغر۔ شراب۔ حرمت کا حکم پاتے ہی ایسی بند کر دیگئی۔ کہ کسی نے بھولے سے پھر اس کا نام نہ لیا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اس کا وجود ہی نہ تھا ؛

علم ومعرفت

جہالت کو علم۔ معرفت اور عرفان الٰہی سے بدل دیا۔ اور وہی اُمی جن کو اپنی جہالت پر فخر تھا۔ نہ صرف عالم بلکہ دنیا کے معلم بن گئے۔ معرفت الٰہی کا وہ شوق ہوا۔ کہ وہی درندے نہ صرف انسان بلکہ بااخلاق اور باخدا انسان بن گئے۔ کینہ وحسد۔ بغض وعناد کی جگہ محبت والفت۔ صلح وآشتی کی وہ رو چلی کہ صدیوں کے بچھڑے ہوئے اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہوتے ہی بھائی بھائی بنکر اخوت میں اس قدر ترقی کر گئے۔ کہ اس کی نظیر پہلے زمانوں میں نہیں پائی جاتی ؛

صنف نازک پر احسان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ احسان جو صنف نازک پر ہے وہ ایسا ہے کہ جس قدر بھی شکریہ یہ طبقہ اس محسن حقیقی کا کرے کم ہے۔ ان مظلوموں کو ظالموں سے نجات ملی۔ ان کا مناسب احترام وعزت قائم ہو گئی۔ تمام حقوق انسانی سے الگ حصہ ملنے لگا۔ دختر کشی پر نفرین بھیجی جانے لگی۔ ظلم وستم جور وجفا کا دور ختم ہو گیا۔ اور اسکی جگہ عدل وانصاف نے اپنا ڈیرا جمایا ؛

خدا کے برگزیدوں کی تعظیم وتکریم

خدا کے برگزیدوں کی توہین ودل آزاری کا جو بازار گرم تھا اور جس سے تمام ملک کا امن وامان برباد ہو چکا تھا۔ بالکل سرد پڑ گیا۔ ایک دوسرے مذاہب کے بزرگوں کی مناسب تعظیم وتکریم۔ ادب احترام کیا جانے لگا اور تمام ملک میں صلح وآشتی۔ امن وامان کا سکہ بیٹھ گیا۔ اور یہ آنحضرتؐ کا اتنا بڑا احسان غیر مذاہب والوں پر ہے۔ جس کے سامنے ان کا سر تسلیم خم ہونا چاہیئے ؛

خشیت اللہ

غرضکہ جس قدر برائیاں پائی جاتی تھیں۔ وہ دور ہو گئیں۔ اور انکی جگہ نیکیاں قائم کی گئیں۔ نہ صرف ظاہری گندگیاں دور ہوئیں بلکہ ان کی جگہ باطنی پاکیزگی تقوی اور خشیۃ اللہ نے لے لی۔ مخلوق کا اپنے خالق حقیقی سے ایسا پیوند ہوا۔ کہ ہر آن اور ہر وقت اور ہر امر میں اسی کی رضا جوئی کی کوشش ہونے لگی مبارک ہیں وہ جو صلح وآشتی۔ امن وامان کے مجسمہ کے جھنڈے تلے جمع ہوئے اور انھوں نے آنحضرتؐ کے خدا کی طرف سے لائے ہوئے مذہب اسلام جس میں صلح وآشتی کی تعلیم ہے۔ کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اس تعلیم پر عمل پیرا ہو کر فلاح دارین کو حاصل کیا۔ اور اس زمانہ میں مبارک ہیں وہ جنہوں نے آنحضرتؐ کے بروز اتم حضرت مسیح موعود کا [illegible] اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد وعلیٰ عبدک المسیح الموعود وبارک وسلم [illegible]

غور سے پڑھیئے

صاحبان آپ نے اخبار الفضل میں "عرق نور" کی بابت اشتہار دیکھا ہوگا۔ امراض جگر جس کے باعث انسان کمزور چلنے پھرنے سے لاچار ذرا سے کام سے دم چڑھ جانا کمی خون کمزوری عام۔ بدن سفید یا یرقان کی علامتیں ظاہر ہونا۔ اشتہار کم۔ قبض وغیرہ کی شکایت ان کے لئے "عرق نور" اکسیر ہے۔ اور امراض تلی کے لئے تریاق۔ موسمی بخار کے ایام سے پہلے استعمال کیا جائے۔ تو بخار نہیں ہوتا۔ مصفے خون اعلےٰ درجہ کا ہونے کی وجہ سے جیسے کہ مریض کے لئے مفید ہے۔ ویسا ہی تندرست کے لئے مفید ہے۔ جس قدر عرق پیا جائے۔ اسی قدر خون صالح پیدا ہوکر چہرہ چمکتا ہے۔ بیرونجات میں خشک دوائی روانہ کی جاتی ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ساتھ بھیجا جاتا ہے۔

قیمت ایک بوتل وزنی گیارہ چھٹانک ایک روپیہ (عہ)

بانجھ پن اور **اٹھرا** کے لئے "عرق نور" مجرب المجرب ہے اس کے استعمال سے ماہوار خرابی اور قلت خون دودھ وغیرہ دور ہوکر بچہ دانی قابل تولید ہوکر مراد حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ علاج کرا کر مایوس یا بدظن ہوگئے ہیں۔ تو آپ اس طرح کریں۔ کہ ایک اقرار نامہ پختہ کاغذ پر مصدقہ گواہان تحریر کرکے کہ ہم موجد "عرق نور" کو مبلغ اسی روپیہ بعد حصول اولاد ادا کرینگے کسی قسم کا عذر نہ ہوگا۔ بھیج دیں۔ تو ہم آپ کو مفت دوائی روانہ کریں گے صرف خرچ ڈاک آپ کو دینا پڑے گا۔

نقد قیمت ۴۰ خوراک دوائی بمعہ شافہ قیمت للعہ

ڈاکٹر نور بخش احمدی گورنمنٹ پنشنر انڈیا اینڈ افریقہ قادیان

زراعتی آلات

و دیگر مشینری

آہنی رہٹ۔ انگریزی ہل۔ بیلنے کے بیلنہ جات۔ چارہ کترنے کی مشین (چاف کٹرز) بادام روغن نکالنے قیمہ اور سیویاں بنانیکی بینظیر نو ایجاد مشینیں آہنی خراس (بیل چکی) فلور ملز۔ رائس ہلرز (چاولوں کی مشینیں) دستی پمپ وغیرہ وغیرہ اور بکفایت مال خریدنے کیلئے ہماری باتصویر فہرست [illegible] فرمائیے۔ ہم سے سیدھا مال منگانے پر آپ کو بہت سے درمیانی منافعوں کی بچت رہیگی۔ ہمارے ہاں پیتل اور لوہے کی ہر قسم کی ڈھلائی کا کام بھی ہوتا ہے۔

ایم اے رشید اینڈ سنز سوداگران مشینری بٹالہ (پنجاب)

اعلان

(۱) میری وصیت شائع شدہ ۱۹۲۱ء نہائت درست ہے۔

(۲) زمین محلہ دارالرحمت میں اب مکان بن گیا ہے اس میں جو نصف شریف احمد اور نصف باقی شرکاء کی تھی۔ اب سب کی سب عبدالکریم عرف محمود احمد جس کی زندگی وقف ہے اسی کی ہے۔

(۳) دارالبرکات میں بھی حصہ شریف احمد کے برابر لیگا۔

(۴) عبدالستار اور عبدالرحمٰن کی چھ کنال زمین انہوں نے اپنے اپنے روپیہ سے خریدی ہوئی ہے۔ اگر وہ پسند نہ کریں۔ مبلغ چھ صد حصہ لاگت کنواں ایک صد بیس روپیہ بھی شریف احمد اور محمود سے وصول کرلیں۔

(۵) دوکان ماچھیواڑہ جسمیں قصاب کرایہ پر ہے اور جدی مکان جو گرا پڑا ہے اکیلے عبدالکریم کا ہوگا۔ (۶) اسباب اور نقدی خواہ کہیں بھی ہو۔ شریف احمد اور عبدالکریم کا ہی ہوگا۔ عزیزہ شریفن کو اس سے ملینگے۔ اور سب کو دیا گیا ہے۔ غلام فاطمہ اور عبدالرحمٰن کو سب سے زیادہ دیا گیا ہے۔ (۷) عبدالستار کی دوسری شادی پر زائد خرچ ہوگیا ہے (۸) آمد زمین ماچھیواڑہ جب تک سب چھوٹے بچے کی تعلیم و شادی نہ ہو کسی کا حق نہیں ہے۔ اگر کسی صاحب کا جھگڑا کسی سے ہو۔ تو مجھ سے کرے۔

المعلن: حکیم محمد عبداللہ قریشی۔ ماچھی واڑہ (لدھیانہ)

اعلان

الفضل میں اشتہار شائع کرانے کی اجرت بہت معمولی ہے۔ دیانتدار مشتہرین اپنے اشتہار شائع کراکر فائدہ اٹھائیں۔

دنیا سے پردہ فرمانے والے نبیؐ سے جب صحابہؓ نے پوچھا

کہ اب ہماری رہنمائی کون کرے گا تو آپ کے لب ہائے معجز نما کو تکلیف دے کر فرمایا کہ "قرآن مجید اور اسوہ اہل بیت"۔

اگر آپ تاجدار مدینہ کے نام لیوا ہیں اور آپ کے دل میں اپنے ہادی برحق کے اس آخری فرمان کا کچھ احترام ہے تو

ہندوستان کا بہترین رسالہ

"پیشوا"

ملاحظہ کیجئے۔ جو سالہا سال سے نہایت پابندی وقت کیساتھ شائع ہورہا ہے۔ اور جس کی ایک ممتاز ترین خصوصیت یہ ہے کہ مستقل خریداروں کو سالانہ رسول نمبر مفت دیا جاتا ہے پیشوا کا سائز ۲۰×۳۰ سفید چکنا کاغذ ضخامت ۴۸ صفحے۔ جو سال بھر میں کتابی سائز کے ایک ہزار صفحات کے برابر ہوتا ہے۔ اور رسول نمبر کے علاوہ ہر مہینہ دو فوٹو بلاک کی عکسی تصویریں آرٹ پیپر پر قیمت سالانہ باوجود ان خوبیوں کے صرف دو روپے آٹھ آنہ کا پرچہ پہلے منگا کر پسند کیجئے۔

المشتہر: مینیجر رسالہ پیشوا دہلی

حرم سرا مکمل

ترجمہ مسٹریز آف دی حرم مصنفہ رینالڈس جسے لسان الملک حضرت ریاض نے اپنی مستند زبان اور مستند لٹریچر میں لیا۔ قیمت ہر دو جلد حصہ اول و دوم معہ محصولڈاک سے ۳ روپے کاغذ کتابت طباعت گو معمولی ہے مگر اسکی دلچسپی انشاپردازی کو دیکھتے ہر شخص یہ کہنے پر مجبور ہے نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز۔ درخواستیں ذیل کے پتے پر جانا چاہیئے۔

سید ظہور الحسن صاحب ضلع و شہر سیتاپور
محلہ گورہن ٹولہ

جماعتی و شخصی اثرات سے آزاد اور اپنی قسم کا پہلا ہفتہ وار اخبار

"تحریک"

جو ملک کے مشہور ادیب و زبردست انشاپرداز حضرت ارشد تھانوی کی ادارت میں زیر اہتمام پیرزادہ فدا حسین بی اے (علیگ) عنقریب لکھنؤ سے اشاعت پذیر ہوگا۔ اور جسکے متین سیاسی مقالات تنقیدات عالیہ۔ ادب لطیف۔ رومان شیریں۔ تفریح سنجیدہ مین جذبات ملی کی آزادانہ ترجمانی شخصی جماعتی اغراض سے قطعی مستغنی ہوکر کیجائیگی۔ اور علاوہ اخباری معلومات کے قلب و دماغ کی تسکین و ترقی کے بہترین وسائل مہیا کئے جائینگے۔ قیمت سالانہ للعہ ملنے کا پتہ

مینیجر اخبار "تحریک" زرد کوٹھی۔ محلہ آغا باقر شہر لکھنؤ

باموقعہ اراضی قابل فروخت موجود ہے

اس وقت قادیان کی نئی آبادی کے محلہ دارالبرکات میں ریلوے روڈ کے اوپر اور نیز اندرون محلہ عمدہ عمدہ موقع کے قطعات قابل فروخت موجود ہیں۔ سڑک والے قطعات کی قیمت صہ۳ فی مرلہ اور پچھلے قطعات کی عہ۲۵ فی مرلہ مقرر ہے۔ یہ محلہ سٹیشن کے بالکل سامنے ہے اور موجودہ قطعات سٹیشن سے صرف تین چار منٹ کی مسافت پر واقع ہیں سڑک پر دو کنال سے کم اور اندرون محلہ دس مرلہ سے کم کا رقبہ فروخت نہیں کیا جاتا خواہشمند احباب خاکسار کیساتھ خط و کتابت فرمائیں۔

اس کے علاوہ ایک قطعہ کم و بیش دو کنال کا پرانے بازار کے منہ پر قادیان کی پرانی آبادی کے غربی جانب قابل فروخت موجود ہے۔ نرخ بذریعہ خط و کتابت معلوم کریں۔

خاکسار مرزا بشیر احمد ایم اے قادیان

پشاور اور بخارا کے مشہور

خصوصی تحائف

ہر قسم کی مشہدی و پشاوری لنگیاں و ہر رنگ و ڈیزائن کے بخاری قنادیز ہر ایک قسم کے مشہدی و بخاری رومال ہر ایک قسم کے زریدار و سلمہ ستارہ کے پشاوری کلاہ مال بذریعہ وی۔ پی ارسال ہوگا۔ ناپسندی پر محصول ڈاک کاٹ کر قیمت واپس دیجائیگی۔

المشتہران

میاں محمد۔ غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹس کریم پورہ پشاور

ضرورت ہے

ایسے مڈل و انٹرنس پاس کی۔ جو کہ ٹیلیگراف و سٹیشن ماسٹری کا کام سیکھکر گورنمنٹ ریلوے و محکمہ نہر وغیرہ میں ملازمت کرنا پسند کریں۔ مفصل حالات دو آنہ کا ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

پتہ:۔ امپیریل ٹیلیگراف کالج دہلی

مکرمی! السلام علیکم

تقاضائے وقت اور حالات حاضرہ نے آپ پر بخوبی روشن کر دیا ہوگا۔ کہ معاونت اور رواداری قومی باہمی کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اسلئے جب تک ان اصولوں کو رواج دیکر سلسلہ میں عام نہ کیا جائے۔ تب تک یہ ترقی ملتوی رہیگی۔ اس لئے آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ رشتہ اتحاد کی خاطر اس میں کوآپریشن کر کے قومی بنیاد کو مستحکم کرنے کے لئے قدم اٹھائیں۔ اور اگر آپ کی خاص اور لین کی بات ہو۔ تو مندرجہ ذیل اشیاء کی پرائس لسٹ میں سے کسی چیز کی فرمائش بھیجیں۔ اور اگر ان اشیا سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔ تو آپ اپنے حلقہ اثر میں سفارش کریں اور ان دوستوں کے نام ارسال فرمائیں جو آپ کے گرد و پیش ان چیزوں کی تجارت کرتے ہوں یا آرڈر دینے کے مجاز ہوں۔ مثلاً ہیڈ ماسٹر سکول۔ ہیڈ کلرک پلٹن اور فوجی افسر وغیرہ۔ مال از قسم سپورٹس جو سکولوں اور پلٹنوں میں خرچ ہوتا ہے۔ اور سامان بینڈ وغیرہ بکفائت عمدہ تسلی بخش اور نہایت اعلےٰ ارسال ہوگا۔

پرائس لسٹ منگائیگا۔

نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ

حب اٹھرا

کا نام

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولینا مولوی نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ اور ان اندھیرے گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ عہ۱ شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگانے پر فی تولہ ایک روپیہ (عہ) لیا جائیگا۔

ملنے کا پتہ

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

چراغ زندگی کیا ہے؟ آنکھیں!

ناک۔ کان۔ زبان۔ ہاتھ پاؤں۔ سب کو ان کی رفاقت کی ضرورت ہے۔ کیوں! اسلئے کہ انمیں کوئی نقص ہو۔ تو دنیا اندھیر ہو جاتی ہے ان کے بغیر نہ خوبصورتی قائم۔ نہ انسان چل پھر سکے نہ کوئی اور کام ہو سکے۔ مگر کسقدر افسوس ہوگا۔ اگر معمولی سرمے ڈال کر ان کو خراب کر لیا جائے جبتک تجربہ نہ کرلو کوئی سرمہ نہ برتو۔ آپکے تجربہ کیلئے ہم ۱۰۰۰ ایرپال سرمہ اکسیری کی بالکل مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ ۲ دو آنہ کا ٹکٹ بھیجکر مفت نمونہ طلب کریں۔ نمونہ بیرنگ نہ بھیجا جائیگا۔ قیمت فی تولہ ۱۲/

ناصر برادرس محلہ دارالفضل قادیان

ہندوستان کی خبریں!

پشاور - ۱۵ جولائی - افغان حلقوں میں اس افواہ کی تصدیق ہو گئی ہے کہ علی احمد جان سابق گورنر جلال آباد کو اس وجہ سے قتل کر دیا گیا تھا - کہ انہوں نے موجودہ حکمران کابل کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

کلکتہ ۱۱ جولائی - سنسکرت یونیورسٹی کے قیام کے لئے تجویز پاس ہوئی ہے - اس کے لئے مسٹر برجور اکشور رائے چودہری زمیندار میمن سنگھ نے ایک لاکھ روپے کے عطیہ کا وعدہ کیا ہے۔

پشاور - ۱۲ جولائی - بیان کیا جاتا ہے - کہ موجودہ حکمران کابل نے پیرس کے علاوہ روم - برلن - بمبئی - کراچی کو اپنے نمائندے بھیجے ہیں - ان کی خواہش ہے کہ مجھے امیر کابل تسلیم کر لیا جائے۔

کلکتہ - ۱۲ جولائی - کلکتہ کارپوریشن نے آج یہ فیصلہ کیا ہے - کہ ٹاؤن ہال میں سید امیر علی کی ایک قد آدم تصویر رکھی جائے - اس کی زیبائش کے لئے اڑھائی ہزار کی رقم منظور ہوئی ہے - ایک سڑک کا نام بھی سید امیر علی روڈ رکھا جائے گا۔

الہ آباد - ۱۷ جولائی - آج صبح سر گریم ووڈ میرس نے مقدمہ سازش میرٹھ کی درخواست انتقال اس حد تک مسترد کر دی جہاں تک کہ مجسٹریٹ کی ابتدائی تحقیقات کا تعلق ہے - اور یہ اجازت دیدی - کہ جب مقدمہ سشن کی عدالت میں پیش ہو - تو ہر ایک ملزم از سر نو درخواست پیش کر سکتا ہے - ہز لارڈ شپ نے قیام و سکونت کی سہولتوں - لائبریری اور آمد و رفت کے مسائل کا فیصلہ درخواست کنندگان کے خلاف صادر کیا۔

لاہور - ۱۵ جولائی - یکشنبہ کی شب کو سول لائن کے تھانہ کا ایک سپاہی چڑیا گھر میں بارہ سنگھے کے کٹہرہ میں مردہ پایا گیا - معلوم ہوتا ہے کہ سپاہی مذکور اس احاطہ میں کسی گرے ہوئے پھل کو اٹھانے کے لئے باڑ پھاند کر داخل ہو گیا - اسے معلوم نہ تھا کہ اس احاطے کا بارہ سنگا بڑی خطرناک قسم کا ہرن ہے - بارہ سنگے نے اسے سینگ مار مار کر ہلاک کر دیا - متوفی کی چھاتی میں زخم لگے ہیں - اور موت ایک رگ کے کٹ جانے سے وقوع پذیر ہوئی۔

سری نگر - ۱۵ جولائی - حکومت جموں و کشمیر نے ان تصنیفات کا داخلہ اپنی ریاست میں بند کر دیا ہے - (۱) نوجوان امرتسر کا بالشویک سازش نمبر کا اشتہار (۲) گورمکھی کی کتاب آئرلینڈ دا سوتنتر بدھ دربار لاری نمبر ۲ مطبوعہ دربار اینڈ کمپنی امرتسر (۳) چودھویں کا چاند - مصنفہ چوپتی ایم - لے - ان کتابوں کا کوئی حصہ بھی کسی مطبوعہ صورت میں ریاست کی حدود میں نہیں جا سکتا - اگر کسی نے حکم عدولی کی - تو لسے ریاست کے خصوصل ایکٹ یا ریاست کے

پریس ایکٹ کے مطابق سزا دی جائے گی۔

کولمبو - ۱۵ جولائی - جرمنی سے جو جہاز کل یہاں پہنچا - اس میں جرمنوں کی وہ جماعت بھی ہے - جو کوہ ہمالیہ کی نسبت معلومات حاصل کرنے آئی ہے - اس میں ۹ سائنسدان ہیں۔

لاہور - ۱۷ جولائی - آج صبح اڑھائی بجے کے قریب ڈاکٹر ستیہ پال کے والد نے ۷۰ سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال کیا۔

پشاور - ۱۶ جولائی - خبر موصول ہوئی ہے - کہ حکمران کابل نے سردار علی احمد جان کے ساتھ کابل کے مفتی اعظم کو بھی گولی سے ہلاک کر دیا ہے۔

کوئٹہ - ۱۷ جولائی - آج کچھ افغان قندھار چھوڑ کر چمن میں آئے ہیں - کہا جاتا ہے - کہ ان کے پاس تین گھوڑے ہیں - ہر ایک پر اشرفیوں سے بھرے ہوئے دو دو تھیلے لدے ہوئے ہیں

کلنا - ۵ جولائی - کل نبی کل کے مندر پر جو ستیاگرہ ہوا تھا - اس کے متعلق سمجھوتہ ہو گیا ہے - اور اب ذات پات کی تمیز کے بغیر ہر شخص کے واسطے مندر میں داخل ہونے کی اجازت ہو گئی ہے۔

شملہ - ۱۷ جولائی - حکومت پنجاب کونسل کے آئندہ اجلاس شملہ میں ایک مسودہ قانون برائے انضباط حسابات پیش کرے گی - یہ مسودہ سر جیلکم ہیلی کے اس وعدہ کے مطابق پیش کیا جا رہا ہے - جو انہوں نے اکتوبر ۱۹۲۸ء میں ساہوکارہ بل کو مسترد کرتے ہوئے کیا تھا - اور کہا تھا - کہ حکومت اس مسودہ قانون سے سادہ تر مسودہ قانون خود پیش کرے گی۔

بمبئی - ۱۷ جولائی - بمبئی پراونشل کانگرس کمیٹی نے ایک خاص اجلاس میں لاہور کانگریس کے صدر کے لئے مسٹر گاندھی کی سفارش کی - ان کے علاوہ مسٹر ولبھ بھائی پٹیل - پنڈت جواہر لال نہرو اور مولانا ابو الکلام آزاد کے نام تجویز کئے گئے۔

پشاور ۱۶ جولائی - تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں - کہ سردار ہاشم خان کی فوجیں بت خاک تک پہنچ چکی ہیں - اور جرنیل محمود کی فوجیں وادی لوگر میں مقیم ہیں جرنیل نادر خان نے دونو لشکروں کو حکم دیا ہے - وہ مل کر بت خاک کی جانب سے کابل پر حملہ کر دیں۔

دارجلنگ - ۱۸ جولائی - کالمپانگ میں مشن کے صنعتی ورکشاپ میں سے وقتاً فوقتاً بعض اشیاء کی چوری ہوتی رہی مہتمم نے حکم دیا کہ مال مسروقہ کی قیمت میں سو پچاس روپیہ کاریگروں کی تنخواہ سے وضع کی جائے - چونکہ یہ حکم غیر منصفانہ تھا - اس لئے مزدور اور کاریگر عورتوں نے ہڑتال کر دی - اور کارخانہ بند ہو گیا - ہندوستان میں سب سے پہلی ہڑتال ہے - جس کی تنظیم عورتوں کے ہاتھ میں ہے۔

کلنا ۱۸ جولائی - اہل منگولیا کا ایک وفد [illegible] میں پہنچا ارکان وفد جاتریوں کے بھیس میں تھے - اس وفد کے ہمراہ [illegible] کے بوجھ جتنا اسباب تجارت اور زر نقد بھی تھا - عہدہ داروں اور [illegible] گراں بہا تحفے دیئے گئے - اور جب [illegible] کی خدمت میں بیش بہا اشرفیوں کی [illegible] جس عہدہ [illegible] کا نامہ نگار لکھتا ہے - کہ ممکن ہے وفد ایک مشہور [illegible]

ممالک غیر کی خبریں!

لندن - ۱۳ جولائی - لارڈ اور لیڈی اردن رڈبارڈ انگلستان میں بروقت کشتی نہ ملنے کے باعث وکٹوریا سٹیشن پر تین گھنٹے دیر سے پہنچے - دوستوں اور رشتہ داروں میں سے چیدہ اشخاص کا ایک اجتماع ان کی خوش آمدید کے لئے سٹیشن پر موجود تھا - مسٹر میلن نے حکومت کی طرف سے ان کا خیر مقدم کیا - چیف پنجاب ایسوسی ایشن کے ارکان لارڈ اور لیڈی اردن کے سامنے پیش کئے گئے جنہوں نے ان کو ہار پہنائے۔

ماسکو - ۱۴ جولائی - منچوریا میں چینیوں نے جو رویہ بالشویکوں کے خلاف اختیار کر رکھا تھا - اس کے متعلق چینیوں کو ایک دستاویز بھیجی گئی ہے - جس میں بیان کیا گیا ہے - کہ ہم سمجھوتہ کی گفت و شنید کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں - بشرطیکہ وہ تمام روسی جو گرفتار کئے گئے ہیں - فوراً رہا کر دیئے جائیں - اور تمام خلاف قانون احکام کو منسوخ کر دیا جائے - بالشویک تین دن تک اس خط کے جواب کا انتظار کریں گے - لیکن اس عرصہ میں اگر کوئی تسلی بخش جواب نہ ملا - تو اپنے جائز حقوق کو حاصل کرنے کے لئے مجبوراً دیگر ذرائع پر عمل کریں گے۔

لندن - ۱۵ جولائی - سکاٹ لینڈ یارڈ کے ماہر جاسوس ڈاک کے تھیلوں کی چوری کی دو وارداتوں کی تفتیش پر لگ گئے ہیں - جو پچھلے ہفتے وقوع میں آئیں - ایک آدمی خطرسان کی وردی پہن کر چاڈلی کے ڈاکخانہ میں آیا - اور رسید دیکر رجسٹری شدہ پارسلوں کا ایک تھیلہ لے کر چلتا بنا - اس کے بعد ہی اصلی خطرسان بھی آگیا - اسی روز شام کے وقت کینیڈا کی ہوائی ڈاک سے ۸۰ پارسل گم ہو گئے - تھیلہ صحیح سالم تھا - اور اس پر سرکاری مہریں بھی لگی ہوئی تھیں۔

لندن - ۱۵ جولائی - ترکی کے وزیر صحت سٹر رفیق بے لندن پہنچ گئے ہیں - آپ ترکی کے پہلے وزیر ہیں - جن کا جنگ کے بعد سرکاری طور پر خیر مقدم ہوا - وزیر خارجہ کے نمائندے نے آپ کا استقبال کیا۔

قسطنطنیہ - ۱۵ جولائی - موسلا دھار بارش کی وجہ سے ترمیرو ندی سے تباہ کن طغیانی آب کی اطلاع ملی ہے تیس گاؤں پانی میں بہہ گئے ہیں - متعدد مسجدیں اور مدرسے تباہ ہو گئے ہیں - جو آدمی ہلاک ہو گئے ہیں - ابھی تک ان کا اندازہ نہیں ہو سکا

لندن - ۱۵ جولائی - عارضی طور پر بارشوں اور آندھیوں کے بعد اب پھر دلائت میں خشک سالی کا دور دورہ شروع ہو گیا ہے - بعض علاقوں کی حالت بدتر ہے - بعض شہروں میں پانی کی قلت کے باعث وہ [illegible] کام نہیں ہو سکتا - [illegible] [illegible] اور تجارت کا نقصان ہو رہا ہے۔

پیرس ۱۶ جولائی - [illegible]

ہے - کہ [illegible]

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا